بچوں کی

قصص الانبیاء

دوم

مرتبہ

امۃ اللہ تسنیم

ناشر

مکتبہ اسلام ۱۷۲/۵۴ محمد علی لین گوئن روڈ لکھنؤ

جملہ حقوق محفوظ

۱۴۳۴ھ ——— ۲۰۱۳ء

نام کتاب:..... قصص الانبیاء حصہ دوم

مرتبہ:..... اَمۃ اللہ تسنیم

کمپوزنگ:..... نازیہ حامد (ڈالی گنج، لکھنؤ)

طباعت:..... کاکوری آفسٹ پریس، لکھنؤ

قیمت:..... 23/- روپے

ملنے کا پتہ:

مکتبۂ اسلام، رؤف مارکیٹ، ۴۱ گوئن روڈ، لکھنؤ

- حضرت ابراہیم علیہ السلام
- حضرت لوط علیہ السلام
- حضرت یوسف علیہ السلام

فہرست مضامین

نمبر سلسلہ	عنوان	صفحہ
	حضرت ابراہیم علیہ السلام	
۱	بت فروش	۱۰
۲	بت شکن	۱۱
۳	ابراہیم علیہ السلام کی نصیحت	۱۲
۴	میلہ کا دن	۱۴
۵	یہ کس نے کیا؟	۱۵
۶	ابراہیم علیہ السلام کو سزا دینے کی تجویز	۱۷
۷	میرا رب کون ہے؟	۱۹
۸	میرا رب اللہ ہے	۲۲
۹	حضرت ابراہیم علیہ السلام تبلیغ کرتے ہیں	۲۳

نمبر سلسلہ	عنوان	صفحہ
۱۰	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا	۲۶
۱۱	حضرت ابراہیم علیہ السلام بادشاہ کے دربار میں	۲۷
۱۲	باپ بیٹے کی گفتگو	۳۱
۱۳	حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ معظّمہ جاتے ہیں	۳۳
۱۴	زمزم کا کنواں	۳۴
۱۵	قربانی	۳۶
۱۶	اللہ کا گھر	۳۸
۱۷	اللہ کا حکم	۴۲
۱۸	عجیب سوال	۴۳
۱۹	بشارت	۴۴
۲۰	بیت المقدس	۴۶
۲۱	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تیسری بیوی	۴۸
	حضرت لوط علیہ السلام	۴۹
۲۲	حضرت لوط علیہ السلام	۵۰

نمبر سلسلہ	عنوان	صفحہ
۲۳	حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت	۵۱
۲۴	قوم کا جواب	۵۲
۲۵	مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی	۵۴
۲۶	حضرت لوط علیہ السلام کے مہمان	۵۵
۲۷	عذاب	۶۱
	حضرت یوسف علیہ السلام	۶۳
۲۸	حضرت یعقوب علیہ السلام کا خاندان	۶۴
۲۹	حاسد بھائی	۶۵
۳۰	عجیب خواب	۶۶
۳۱	حضرت یوسف علیہ السلام کے قتل کی تجویز	۶۸
۳۲	باپ بیٹوں کی گفتگو	۶۹
۳۳	حضرت یوسف علیہ السلام جنگل میں	۷۲
۳۴	جھوٹے جھوٹے بہانے	۷۴
۳۵	کنویں میں	۷۶

نمبر سلسلہ	عنوان	صفحہ
۳۶	مصر کے بازار میں	۷۷
۳۷	حضرت یوسف علیہ السلام کی وفاداری	۷۹
۳۸	قید خانہ میں	۸۲
۳۹	قید خانہ میں تبلیغ	۸۴
۴۰	حضرت یوسف علیہ السلام کی دانائی	۸۸
۴۱	توحید کی تبلیغ	۸۹
۴۲	خواب کی تعبیر	۹۲
۴۳	بادشاہ کا خواب	۹۳
۴۴	حضرت یوسفؑ کی فرمائش	۹۶
۴۵	مصر کی حکومت	۹۹
۴۶	قحط	۱۰۱
۴۷	سوال و جواب	۱۰۴
۴۸	دوسری آزمائش	۱۰۷
۴۹	نا اُمیدی	۱۱۴

نمبر سلسلہ	عنوان	صفحہ
۵۰	مدت کا چھپا ہوا، راز	۱۱۹
۵۱	بشارت	۱۲۲
۵۲	حضرت یعقوب علیہ السلام کی روانگی	۱۲۳
۵۳	حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات	۱۲۵
۵۴	انجام بخیر	۱۲۶
۵۴	دعا	۱۲۷

دعوت اسلام کا دوسرا دور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بت فروش

بچو! اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں حضرت ابراہیمؑ کا قصہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ کسی زمانہ میں ایک آدمی تھا، اس کا نام آزر تھا۔

یہ آزر اپنے ہاتھوں سے بت بناتا تھا، اور اس کو بیچتا تھا اور خود ہی اس کی پرستش بھی کرتا تھا۔

ایک بہت بڑا گھر بتوں کے لئے مخصوص کرلیا تھا، اس میں بہت سی مورتیاں رکھ چھوڑی تھیں، آزر اور تمام لوگ عبادت کی غرض سے اسی بت خانہ میں آتے تھے اور ان بتوں کے سامنے اپنا سر جھکاتے تھے، انھیں سے اپنی مرادیں مانگتے تھے۔

بت شکن

آزر کا ایک لڑکا تھا، جو بہت ہونہار تھا ان کا نام ابراہیمؑ تھا۔

ابراہیمؑ لوگوں کو اور خود اپنے باپ کے بتوں کے آگے سر جھکاتے اور پوجا پاٹ کرتے دیکھتے تھے تو بہت افسوس کرتے تھے، اپنے دل میں کہتے تھے کہ یہ بت تو پتھر کے ہیں جن کو خود انھوں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے، اور اب ان کی پوجا کرتے ہیں، ان کو خدا بنالیا ہے۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ اپنے ہاتھوں سے مورتیاں بنائیں، پھر خود ہی ان کی پرستش کریں۔

اور مزہ یہ کہ بت نہ بول سکتے ہیں نہ سن سکتے ہیں اور نہ ان میں نفع نقصان پہونچا۔ نے کی طاقت ہے، مکھیاں اُڑانے تک کی تو ان میں طاقت نہیں، ہم روز دیکھتے ہیں کہ جب ان پر مکھیاں بیٹھ جاتی ہیں تو یہ اڑا نہیں سکتے چوہا

ان کے سامنے سے کھانا اٹھا لے جاتا ہے تو یہ روک نہیں سکتے، جب یہ خود اپنی تکلیف دور نہیں کر سکتے تو یہ کیا کسی کو آرام پہونچائیں گے یا کسی کی تکلیف دور کر سکیں گے؟ پھر کس لئے لوگ ان بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور کیوں ان کے آگے سر جھکاتے ہیں۔

بار بار ابراہیمؑ کے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ لوگ ان پتھر کی مورتیوں سے کیوں مانگتے ہے، جن میں حس و حرکت بھی نہیں، ان سے اپنی خواہشوں کا اظہار کیوں کرتے ہیں۔

یہ ان کو کیا دے دیں گی، کون سا آرام پہونچا دیں گی، یا کون سی تکلیف دور کر دیں گی۔

ابراہیم علیہ السلام کی نصیحت

ابراہیمؑ اپنے باپ سے کہتے تھے کہ اے ابا جان! آپ ان بتوں کی عبادت کیوں کرتے ہیں، کس لئے ان

کے آگے سر جھکاتے ہیں، ان بتوں سے آپ کیوں سوال کرتے ہیں؟

ابا جان! بڑی حیرت کی بات ہے، کہ یہ بت نہ سنتے ہیں نہ بولتے ہیں، نہ نفع پہونچاتے ہیں نہ نقصان، آپ کس لئے ان کے آگے کھانا رکھتے ہیں اور کیوں پانی رکھتے ہیں؟

ابا جان! بڑے تعجب کی بات ہے، یہ بت نہ تو کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، پھر آپ کس لئے ان کی خاطر کرتے ہیں۔

آزر ان باتوں کو سن کر غصے سے بیتاب ہو جاتا تھا، اور ان کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا، آتا کیسے، اس کی عقل پر تو پتھر پڑے ہوئے تھے۔

ابراہیمؑ اسی طرح اپنی قوم کو سمجھاتے تھے، لیکن کوئی اثر نہیں ہوتا تھا، بلکہ بجائے اثر لینے کے اور غصّہ ہوتے تھے۔

ابراہیمؑ نے سمجھ لیا کہ یہ لوگ اس طرح نہ مانیں گے، اب کوئی دوسری ترکیب کرنا چاہئے سوچتے سوچتے ایک

ترکیب سمجھ میں آ گئی۔

دل میں کہا ٹھہرو، جب تم سب چلے جاؤ گے اور بت خانہ خالی ہو جائے گا، اُس وقت میں ان بتوں کو توڑ دوں گا، قسم خدا کی ضرور توڑوں گا، تب تمھاری سمجھ میں آئے گا۔

میلہ کا دن

ابراہیمؑ بتوں کو توڑتے ہیں!

تہوار کا دن آیا، بچے، بوڑھے، جوان سب خوشی منانے کے لئے اپنے اپنے گھروں سے نکلے اور میلے کی طرف چلے، آزر بھی چلا اور چلتے چلتے ابراہیمؑ سے کہا، تم بھی ہمارے ساتھ چلو، تم کیوں نہیں چلتے۔

ابراہیمؑ نے کہا، میرا دل نہیں چاہتا اور میں بیمار بھی ہوں، مجھ میں چلنے کی طاقت نہیں۔

جب سب چلے گئے اور ابراہیم علیہ السلام تنہا

رہ گئے تو بت خانہ میں آئے اور بتوں سے کہنے لگے، یہ کھانا پانی رکھا ہے، کیوں نہیں کھاتے پیتے! بت خاموش رہے، اور بولتے کیسے، کہیں پتھر بھی بولتا ہے۔

ابراہیمؑ نے کہا، تم کو کیا ہوا تم جواب کیوں نہیں دیتے؟

لیکن سب بت بنے بیٹھے رہے، کچھ نہ بولے۔ اس وقت ابراہیمؑ کو بہت غصہ آیا، اور کلہاڑی اُٹھا کر تمام بتوں کو توڑ ڈالا، صرف ایک بڑا بت چھوڑ دیا اور اس کے گلے میں کلہاڑی لٹکا دی تا کہ سب لوگ سمجھیں کہ یہ سب اسی بڑے بت کا کیا دھرا ہے۔

یہ کس نے کیا؟

جب سب لوگ میلے سے پلٹے اور عبادت کی غرض سے بت خانہ میں آئے تو یہاں اور ہی تماشہ دیکھا۔

دیکھا کہ تمام بت ٹوٹے پڑے ہیں اور بڑے بت کے گلے میں کلہاڑی لٹکی ہے، گویا ساری کارستانی اسی کی ہے۔

لوگوں نے جب یہ منظر دیکھا تو بہت گھبرائے اور تعجب کرنے لگے۔

لوگوں کو سخت غصّہ آیا اور افسوس کے ساتھ کہنے لگے کہ ہمارے معبودوں کی یہ بے عزتی کس نے کی ہے، وہ کون گستاخ ہے؟ کچھ لوگوں نے کہا:۔

ایک نوجوان جس کا نام ابراہیمؑ ہے، اکثر ہمارے معبودوں کے پیچھے پڑا رہا کرتا تھا، اور ان کے نام دَھرا کرتا تھا، ہونہہ ہو یہ اسی کی حرکت ہے۔

لوگوں نے ابراہیمؑ کو بلا کر پوچھا، ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ سلوک تم نے کیا ہے؟

ابراہیمؑ نے کہا:۔

اِنہیں بڑے صاحب سے پوچھو، بول سکتے ہوں گے تو بتائیں گے۔

لوگ سمجھتے تھے یہ بت پتھر کے ہیں، ان میں بولنے کی طاقت کہاں؟

بڑا بت بھی ایسا ہی ہے، اس میں اس کی قدرت کہاں کہ چلے اور توڑ دے۔

کہا: ابراہیمؑ تم جانتے ہو کہ بت نہیں بولتے، پھر ہم ان سے کیا پوچھیں، نہ یہ چل سکتے ہیں نہ توڑ سکتے ہیں۔

ابراہیمؑ نے کہا: تو پھر ان کی عبادت کیوں کرتے ہو، جن میں نفع نقصان پہونچانے کی طاقت نہیں، ایسوں سے کیوں مانگتے ہو جو نہ سنتے ہیں نہ بولتے ہیں، تمھاری عقل پر کیسا پردہ پڑا ہے کہ اتنی موٹی سی بات سمجھ میں نہیں آتی۔

لوگ یہ سن کر خاموش ہو گئے، دل ہی دل میں شرمندہ ہوئے کوئی جواب نہ آیا، سروں کو اوندھا کر کے بیٹھ گئے۔

ابراہیمؑ کو سزا دینے کی تجویز

"لوگوں نے ایک جگہ جمع ہو کر آپس میں مشورہ کیا کہ ہم کو کیا کرنا چاہیے۔

ابراہیم علیہ السلام نے ہمارے بتوں پر ہاتھ اُٹھایا

اور بت خانہ کی عزت خاک میں ملادی، بتاؤ ابراہیمؑ کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے، ایسے گستاخ کی کیا سزا ہے؟

لوگ غصّہ میں آگ بگولا تو تھے ہی، کہا بس ابراہیمؑ کو آگ میں ڈال دو، ہمارے معبودوں کا دل یوں ہی ٹھنڈا ہوگا۔

بس پھر کیا تھا، آگ بھڑکائی گئی اور جب اس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے تو اس میں ابراہیمؑ کو ڈال دیا۔

لیکن ابراہیمؑ اللہ کے دوست اور اللہ کے نبی تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی، آگ کیا ہے اللہ ہی کی تو تابعدار ہے اسی کے حکم سے جلتی ہے اور اسی کے حکم سے جلاتی ہے۔

آگ کو حکم ہوا:

يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلَىٰ اِبْرَاهِيمَ ۔

(ترجمہ) اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم کے

لئے سلامتی بن جا۔

خدا کے حکم سے وہ آگ ابراہیمؑ کے لئے گلزار ہوگئی اور جنت کا نمونہ بن گئی۔

لوگوں نے دیکھا کہ کہاں تو دہکتی ہوئی آگ اور کہاں یہ مہکتا ہوا باغ، ارے ابراہیمؑ تو پھولوں میں بیٹھے ہیں، ان کو تو آنچ بھی نہیں لگی۔

لوگ سناٹے میں آگئے اور بڑے سٹپٹائے کہ ماجرا کیا ہے؟

میرا رب کون ہے؟

اب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں کو سمجھانے اور توحید کا سبق پڑھانے کے لئے دوسرا راستہ اختیار کیا۔

ایک رات حضرت ابراہیمؑ نے تارے کو دیکھ کر کہا کہ یہ میرا رب ہے، مگر جب تارا چھپ گیا تو کہا یہ میرا رب نہیں ہے منہ چھپانے والے سے کوئی کیا محبت کرے

کہ ابھی ہے اور ابھی نہیں۔

پھر جب چاند اندھیری رات میں مسکراتا ہوا نکلا تو حضرت ابراہیمؑ نے کہا، اچھا یہ میرا رب ہے۔

صبح ہوتے ہوتے چاند کا بھی عمل ختم ہوا اور اس نے اپنی چاندنی تہہ کی۔

حضرت ابراہیمؑ نے کہا، اب کیا کروں جس کا دامن پکڑتا ہوں وہ اپنا دامن چھڑا لیتا ہے، اگر میرا پروردگار میرا ہاتھ نہ پکڑے گا تو میں گمراہ ہو جاؤں گا۔

چاند کو غائب ہوئے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ سورج پوری آب و تاب کے ساتھ نکل آیا اور اپنے چہرے سے نقاب الٹ کر ساری دنیا کو جگمگا دیا، ابراہیمؑ بے اختیار بول اٹھے یہ میرا رب ہے اور یہ سب سے بڑا ہے۔

لیکن جب رات ہوئی اور سیاہی کے بے پناہ لشکر سے سورج نے ہار مانی، اور اسے منہ چھپاتے بنا تو کہنے لگے ارے یہ بھی میرا رب نہیں ہے، یہ بیچارہ میری کشتی کیا پار لگائے گا،

اس کی کشتی خود ہی ڈانوا ڈول ہے، ابھی ابھری اور ابھی ڈوبی،
اے قوم! میں اس کی طرف رجوع ہوتا ہوں جس نے آسمان
وزمین پیدا کئے اور آسمان کو چاند، سورج اور تاروں سے رونق
بخشی، جو زندہ ہے اور زندہ رہے گا، میں اس سے بَری اور
بیزار ہوں جس کی تم پرستش کرتے ہو۔

اللہ باقی رہنے والا ہے اور دنیا کی ہر چیز فنا ہونے
والی ہے، مٹ جانے والی اور کھو جانے والی ہے۔

تارا بھلا میری کیا مدد کرے گا، وہ تو خود ہی کسی کا
تابع ہے، اسی کے حکم سے نکلتا ہے اور اسی کے حکم سے
غائب ہو جاتا ہے۔

چاند سے بھی کیا امید ہو سکتی ہے۔ جہاں سورج کی
جھلک دیکھی غائب، ادھر وہ ڈوبا بھلا وہ کیا میری مدد
کرے گا، ڈوبتا بھی کسی کا سہارا بن سکتا ہے۔

سورج بھی کمزور ہے، رات کو اس کا چراغ گل
ہو جاتا ہے، ذرا رات نے منہ نکالا اور وہ غائب، ذرا سی

بدلی آئی اور اس نے منہ چھپایا، یہ بھی میری مدد نہیں کر سکتا۔
میری مدد تو صرف اللہ کرے گا، اس لئے کہ وہ زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔
وہ باقی ہے، غائب ہونے والا نہیں۔
وہ زبردست ہے، طاقت ور ہے کوئی چیز اس پر غالب نہیں ہو سکتی۔

میرا رب اللہ ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ میرا رب اللہ ہے۔
سمجھ گئے کہ اللہ تاروں کا بھی پروردگار ہے چاند و سورج کا بھی اور تمام جہان کا، یہ سب چیزیں تو اسی کے تابع ہیں، اسی کے حکم سے روشن ہوتی ہیں اور اسی حکم سے غائب ہو جاتی ہیں۔
حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی، ان کو اپنا نبی اور اپنا دوست بنایا۔

ان کو حکم دیا کہ تم اپنی قوم کو بھلائی کی طرف بلاؤ، بتوں کی عبادت سے اور بری باتوں سے منع کرو۔

حضرت ابراہیمؑ تبلیغ کرتے ہیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا، اے لوگو! تم کس کی عبادت کرتے ہو۔؟

قوم نے کہا۔ ہم بتوں کے پجاری ہیں ہم بتوں ہی کی عبادت کرتے ہیں اور بتوں ہی کی پوجا کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا۔ اے قوم!

بتوں کی عبادت سے باز آؤ، ایک اللہ کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور تمھیں کھلاتا پلاتا ہے، ان بتوں سے تم کو کیا نفع ہے، یہ تم کو کیا دے دیتے ہیں، جب تم ان کو پکارتے ہو تو وہ کیا تمھاری پکار سن لیتے ہیں، یا وہ تم کو نفع نقصان پہونچا دیتے ہیں، کچھ تو بتاؤ کہ وہ تمھارے ساتھ کیا بھلائی کرتے ہیں؟

قوم نے جواب دیا کہ جو ہم نے اپنے باپ دادا کو کرتے دیکھا ہے وہی ہم بھی کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ نے کہا، تم اور تمھارے باپ دادا سب گمراہ ہیں۔ اے قوم! میں ان سے بیزار ہوں، جن کی تم عبادت کرتے ہو بلکہ میں ان کا دشمن ہوں۔

قوم نے کہا۔ تم ہم سے مذاق کرتے ہو۔

حضرت ابراہیمؑ نے کہا، یہ مذاق نہیں حقیقت ہے اور میں اس پر گواہی دیتا ہوں کہ تمھارا رب وہی ہے جو آسمان اور زمین کا مالک ہے جس کے قبضہ اور قدرت میں سب کچھ ہے، جس نے آسمان و زمین کو اور ہمیں تمھیں سب کو پیدا کیا اور میں تو اسی ایک اللہ کا بندہ ہوں، جس نے زمین و آسمان بنائے، پھر آسمان کو چاند و سورج اور تاروں سے رونق بخشی ہے، اسی کی طرف متوجہ ہوں، جو میرا بھی رب ہے اور تمھارا بھی رب ہے، الحمدللہ کہ میں مشرک نہیں۔

اے قوم! تم اللہ کے بارے میں مجھ سے حجت

کرتے ہو، مجھے گمراہ کرنا چاہتے ہو، حالانکہ میرا رب مجھے سیدھا راستہ دکھا چکا ہے۔

اے قوم! تم یہ خوب سمجھ لو کہ میں تمھارے معبودوں سے نہیں ڈرتا، تم تو میرے سچے معبود، حقیقی بادشاہ، قادرِ مطلق سے نہ ڈرو، اور میں تمھارے ان جھوٹے معبودوں اور ہاتھوں کی گڑھی ہوئی مورتیوں سے ڈر جاؤں خوب تم نے ایسی چیز کو اللہ کا شریک ٹھہرایا ہے جس کے سچے ہونے کی تمھارے پاس کوئی دلیل نہیں۔

اے قوم سنو! اور کان کھول کر سنو! میں دونوں جہاں کے پالنے والے کی عبادت کرتا ہوں۔

میں اس کی عبادت کرتا ہوں جس نے مجھے پیدا کیا اور ہدایت فرمائی۔

میں اس کی پوجا کرتا ہوں جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

جب میں بیمار ہوتا ہوں تو مجھے شفا دیتا ہے۔

میں اس کے آگے سر جھکاتا ہوں جو مجھے مارے گا

پھر زندہ کرے گا۔

میں اس کی عبادت کرتا ہوں جس سے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میری تمام خطائیں معاف فرمائے گا۔

یہ بت کس کام کے ہیں نہ یہ کسی کو پیدا کر سکتے ہیں نہ ہدایت دے سکتے ہیں۔

یہ بت نہ کھلا سکتے ہیں نہ پلا سکتے ہیں، نہ نفع نقصان پہونچانے پر قدرت رکھتے ہیں۔

اگر کوئی بیمار ہو جائے تو یہ اچھا نہیں کر سکتے۔

کوئی مر جائے تو یہ زندہ نہیں کر سکتے۔

افسوس ہے تمھاری عقلوں پر اور تمھارے ان جھوٹے معبودوں پر۔!

حضرت ابراہیمؑ کی دعا

"اے میرے پروردگار مجھ کو حکمت عطا فرما اور مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل

کراور میری بھلائیاں آنے والی نسلوں کی زبان پر جاری فرما اور مجھ کو جنت کی لازوال نعمتوں کا وارث بنا ،اور میرے گمراہ اور گناہگار باپ کو بخش دے۔اے میرے رب مجھے محشر کی ذلت ورسوائی سے بچالے،اے میرے پروردگار مجھے ایسے وقت کی رسوائی سے بچا، جس دن نہ دولت کام آئے گی نہ اولاد، اس دن تو وہی مزے میں ہوگا، جو سچا دل لے کر آئے گا۔''

حضرت ابراہیمؑ بادشاہ کے دربار میں

اس شہر میں ایک بادشاہ تھا۔

یہ بادشاہ بہت مغرور اور بڑا ظالم تھا۔

یہ لوگوں کو حکم دیتا تھا کہ ہم کو سجدہ کرو اور ہمیں سے اپنی مرادیں مانگو۔

لوگوں نے بادشاہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا، اسی کو اپنا معبود سمجھنے لگے، اس کے آگے سجدہ کرتے تھے اور اسی سے اپنی مرادیں مانگتے تھے۔

ایسے عقل کے اندھے تھے کہ کہیں بتوں کی پوجا کر رہے ہیں، کہیں بادشاہ کو خدا بنالیا تو کہیں سورج کی پرستش ہو رہی ہے، ایسی عقلوں سے اللہ بچائے۔

شدہ شدہ بادشاہ تک یہ خبر پہونچی کہ ابراہیمؑ، اللہ کے سوا کسی کو نہیں مانتے، اسی کی عبادت کرتے ہیں، اسی کے آگے سر جھکاتے ہیں، اسی سے مرادیں مانگتے ہیں اور اسی کو اپنا معبود سمجھتے ہیں۔

بادشاہ یہ سن کر آگ بگولہ ہو گیا کہ ہم تو ہم دوسرا کون! ہمیں چھوڑ کر دوسرے کو خدا ماننا کیا معنی؟ اور بہت غصّہ سے حکم دیا کہ ابراہیمؑ کو بلاؤ۔ حضرت ابراہیمؑ آئے اور آتے ہوئے ذرا بھی نہ ڈرے، بالکل نہیں جھجکے اور ڈرتے کیوں؟ وہ تو اپنے اللہ سے ڈرتے تھے، اللہ سے ڈرنے

والا کسی سے نہیں ڈرتا۔

بادشاہ نے کہا ''ابراہیمؑ! تمھارا رب کون ہے۔؟''

حضرت ابراہیمؑ:۔ ''میرا رب اللہ ہے''۔

بادشاہ: تم عبادت کس کی کرتے ہو؟''

حضرت ابراہیمؑ: ''اپنے معبود، اپنے رب، اپنے اللہ کی''۔

بادشاہ: ''اللہ کس کو کہتے ہیں؟ اللہ کون ہے؟''

حضرت ابراہیم: ''اللہ وہ ہے جو مارتا ہے اور جِلاتا ہے''۔

بادشاہ: ''مجھ میں بھی مارنے اور جِلانے کی قدرت ہے، میں بھی زندہ رکھ سکتا ہوں''۔ اور مار سکتا ہوں''۔ یہ کہہ کر دو مجرموں کو بلایا، ایک کو مار ڈالا دوسرے کو چھوڑ دیا اور کہا۔ ''اے ابراہیمؑ! اب تم نے میری قدرت کا تماشہ دیکھ لیا، دیکھو میں نے ایک کو زندہ رکھا اور دوسرے کو موت کے گھاٹ اتار دیا کیا اب بھی تم کو شک ہے؟''

یہ بادشاہ بہت بے وقوف اور بڑی موٹی سمجھ کا تھا اور اس میں تعجب کی کیا بات ہے، ہر شرک کرنے والا بے وقوف ہوتا ہے۔ اگر بے وقوف نہ ہوتو اللہ کو چھوڑ کر پتھر کو کیوں پوجے، جو کچھ نہیں کر سکتے، ان کے آگے ہاتھ کیوں پھیلائے؟

کوئی اس عقل مند سے پوچھے کہ تو نے کون سی بڑی بات کی، یہ تو ہر ایک کرتا ہے کہ مجرم کو پھانسی دیتا ہے، قتل کرتا ہے اور بے گناہ کو چھوڑ دیتا ہے، تو نے کون سا کمال کیا۔

حضرت ابراہیمؑ نے خیال کیا کہ یہ بادشاہ بہت موٹی سمجھ کا ہے اور ایسے ہی اس کی قوم بھی ہے، یہ یوں نہ سمجھے گا، تو انھوں نے اس کے ہرانے کی دوسری تدبیر نکالی۔

کہا۔ ''اے بادشاہ! اللہ تعالیٰ سورج مشرق سے نکالتا ہے، تم بڑے بہادر بنتے ہو، مارنے اور جلانے پر تم کو قدرت حاصل ہی ہے جب جانیں کہ تم اس کو مغرب سے نکال لاؤ''۔

بادشاہ یہ سن کر لاجواب ہو گیا، اس کے بنائے کچھ نہ بنی، اپنا سا منھ لے کے رہ گیا۔

باپ بیٹے کی گفتگو

حضرت ابراہیمؑ نے دوبارہ اپنے باپ کو سمجھانے کا ارادہ کیا۔

کہا۔اے ابا جان آپ ایسوں کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو نہ سنتے ہیں اور نہ بولتے ہیں۔اے ابّا جان! آپ ان کے آگے سر کیوں جھکاتے ہیں، ان سے مرادیں کیوں مانگتے ہیں، جو نہ نفع پہونچا سکتے ہیں نہ نقصان۔

ابا جان! شیطان کی پیروی تو نہ کیا کیجئے، یہ تو انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے۔

اے میرے ابا جان! یہ شیطان تو اللہ کا بڑا نافرمان ہے، آپ اس کا کہا کیوں مانتے ہیں۔؟

اے ابا جان! اللہ کی عبادت کیجئے، میرا کہا مان

لیجئے، میں آپ کو اسی راستے پہ لے جاؤں گا جو سیدھا راستہ ہے۔

اے ابا جان! مجھے ڈر ہے، کہ اگر آپ اسی حالت پر قائم رہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے عذاب میں مبتلا کیا تو آپ کا حشر شیطان کے ساتھ ہوگا۔

آزر نے کہا، ابراہیمؑ! تو میرے معبودوں کی توہین کرتا ہے اور مجھے سمجھاتا ہے، میرے سامنے سے ہٹ جا، دور ہو، اگر پھر تو نے کچھ کہا تو اچھا نہ ہوگا اتنے پتھر ماروں گا کہ حواس درست ہو جائیں گے"۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت بردبار تھے غصّہ بہت کم آتا تھا، کہنے لگے:

اچھا ابا جان! میرا اسلام قبول کیجیے، میں آپ کے لئے اپنے پروردگار سے بخشش کی دعا کرتا رہوں گا اور مجھے اپنے پروردگار کی مہربانی سے امید ہے کہ وہ میری پکار ضرور سنے گا اور میری دعاؤں کو ضائع نہیں فرمائے گا"۔

حضرت ابراہیمؑ کو اپنے باپ کی باتوں سے بہت افسوس ہوا، انھوں نے ارادہ کیا کہ اب اس شہر سے نکل جائیں، دوسرے شہر میں جا کر اللہ کی عبادت کریں، اور دوسرے لوگوں کے دلوں میں بھی اللہ کی عبادت کا شوق اور جذبہ پیدا کریں۔

حضرت ابراہیمؑ مکہ معظّمہ جاتے ہیں

بادشاہ، اس کی قوم اور خود آزر بھی حضرت ابراہیمؑ سے جلنے لگا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دوسرے شہر جانے کا پختہ ارادہ کرلیا۔

آخر ایک دن اللہ کا نام لے کر اپنے شہر سے نکل گئے، اپنے باپ، اپنے خاندان اور اپنے وطن کو چھوڑ دیا۔ اپنی بیوی ہاجرہ اور اپنے بیٹے اسمٰعیل کو ساتھ لے کر مکہ کی طرف چل دیئے۔

اس وقت مکہ میں نہ کوئی درخت تھا نہ سبزہ نہ نہر نہ

کنواں۔ نہ حیوان تھے نہ انسان۔
نہ مکیں تھے نہ مکان۔

حضرت ابراہیمؑ نے مکہ پہونچ کر بیوی اور بیٹے کو اُتارا، پھران کو چھوڑ کر دوسری طرف جانے کا ارادہ کیا۔

حضرت ہاجرہ نے کہا: ''آپ ہمیں کہاں چھوڑے جاتے ہیں، کیا آپ مجھ کو تنہا چھوڑ کر چلے جائیں گے، اس جنگل بیابان میں جہاں نہ کھانا نہ پانی نہ گھر نہ دَر۔ اچھا یہ تو بتایئے کیا مجھ کو اس تنہائی میں چھوڑ دینے کا آپ کو اللہ نے حکم دیا ہے''۔

حضرت ابراہیمؑ نے کہا۔ ''ہاں!''

حضرت ہاجرہ نے کہا۔ ''تو پھر مجھے کوئی غم نہیں، اللہ ہماری مدد کرے گا اور ہم کو یوں نہ چھوڑے گا۔''

زمزم کا کنواں

جب مشکیزہ کا پانی ختم ہوگیا اور حضرت اسمٰعیلؑ

شدت سے پیاسے ہوئے تو ان کی ماں پانی کی جستجو میں نکلیں، مگر مکہ میں پانی کہاں، نہ وہاں نہر، نہ کنواں۔ پانی کہاں سے ملتا اور وہ کیسے پلاتیں۔؟

حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش کرتی تھیں مگر پانی کا کوسوں پتہ نہیں۔ صفا سے مروہ کی طرف اور مروہ سے صفا کی طرف دوڑتی تھیں مگر پانی کہیں دکھائی نہیں دیتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کو حضرت ہاجرہ کی یہ دوڑ دھوپ بہت پسند آئی اور ایسی پسند آئی کی اپنے تمام بندوں کو حکم دیا کہ حضرت ہاجرہ کی تقلید کریں، چنانچہ آج اللہ کے سیکڑوں، ہزاروں بلکہ لاکھوں بندے اور بندیاں صفا مروہ کی دوڑ لگاتی ہیں، جس سے حضرت ہاجرہ کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس پیاسے بچے کی اور اس کی ماں کی دوڑ دھوپ کو نگاہ رحم سے دیکھا، اس کی رحمت و محبت کو جوش آیا، بس فوراً دونوں ماں بیٹوں کے لئے زمین سے ایک چشمہ پیدا کر دیا۔

حضرت ہاجرہ نے اس خداداد چشمہ سے حضرت اسمٰعیلؑ کو پانی پلایا اور خود بھی پیا وہ پانی آج تک باقی ہے، جو اس وقت زمزم کا کنواں کہلاتا ہے۔ یہ وہی کنواں ہے کہ جب لوگ حج کرنے جاتے ہیں تو اس کا پانی پیتے ہیں اور اپنے ساتھ اس کا تبرک بھی لاتے ہیں۔

قربانی

حضرت ابراہیمؑ دوسری مرتبہ مکہ آئے تو بیوی اور بیٹے سے مل کر بہت خوش ہوئے۔

حضرت ابراہیمؑ کو حضرت اسمٰعیلؑ سے محبت بھی بہت تھی اور ہونا بھی چاہیے، کیونکہ اس وقت یہی ایک اکیلے لڑکے تھے۔

ایک رات حضرت ابراہیمؑ نے خواب دیکھا کہ وہ اپنے محبوب اور پیارے بیٹے اسمٰعیلؑ کو ذبح کر رہے ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ سچے نبی تھے، ان کا خواب بھی سچا

تھا، سمجھ گئے کہ یہ خواب وخیال نہیں ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ ہے کہ ہم کو ایسا کرنا چاہیے۔ یہ سمجھ کر بیٹے سے اپنا خواب بیان کیا، اور کہا، مجھے یہ خدا کا حکم معلوم ہوتا ہے، بتاؤ تمھاری کیا رائے ہے۔؟

حضرت اسمٰعیلؑ نے کہا۔ ابا جان! آپ کو جو حکم ملا ہے بے تامّل اس کی تعمیل کیجئے انشاء اللہ آپ مجھے ثابت قدم اور صبر کرنے والا پائیں گے۔

حضرت ابراہیمؑ نے ایک چھری لی اور حضرت اسمٰعیلؑ کو لے کر منیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔

جب منیٰ پہونچے تو حضرت اسمٰعیلؑ زمین پر لیٹ گئے اور باپ نے پیارے بیٹے کے گلے پر چھری رکھ دی۔

اللہ تعالیٰ کو حضرت اسمٰعیلؑ کی جان لینے کا شوق نہیں تھا بلکہ صرف اس کو اپنے دوست حضرت ابراہیمؑ کی دوستی کا امتحان مقصود تھا، اس کو یہ دیکھنا مقصود تھا کہ ابراہیمؑ کو ہماری دوستی کا زیادہ پاس ہے یا بیٹے کی محبت غالب آتی ہے، سو

حضرت ابراہیمؑ امتحان میں پوری طرح کامیاب ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ جنت سے ایک مینڈھا لے کر فوراً جاؤ تاکہ ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے نہ پائیں، اسمٰعیلؑ کے بدلہ اس مینڈھے کی قربانی کردیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے اس پرخلوص کام اور سچی محبت کو بہت پسند فرمایا، آج جو بقرعید میں قربانی ہوتی ہے، وہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ ہی کی یادگار ہے۔

اللہ کا گھر

حضرت ابراہیمؑ چلے گئے اور کچھ زمانہ کے بعد پھر پلٹے تو ارادہ کیا کہ اللہ کے لئے ایک گھر بنائیں جو اس کی عبادت کے لئے مخصوص ہو، یوں تو ہزاروں گھر تھے مگر اللہ کا کوئی گھر نہ تھا جس میں اللہ کی عبادت ہوتی، اس کی پرستش کی جاتی اس کے آگے سر جھکایا جاتا، اور اس کی فکر کس کو ہوسکتی ہے، بت پرستوں کو، توبہ!

اس کی فکر تو اللہ کے خاص بندوں کو ہوتی ہے اور ہوئی۔

حضرت اسمٰعیلؑ نے بھی چاہا کہ اپنے باپ کے ساتھ اللہ کا گھر بنانے میں شریک ہوں۔

غرض دونوں باپ بیٹوں کی رائے اور ہمّت سے کعبۂ اقدس کی بنیاد پڑی۔

دونوں، پہاڑ سے پتھر اٹھا کر لاتے تھے اور اپنے ہاتھوں کعبہ کی عمارت بناتے تھے ۔

وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا!
خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل میں مشیت نے تھا جس کو تاکا
کہ اس گھر سے ابلے گا چشمہ ہدا کا

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کعبہ بناتے جاتے تھے اور اپنے پروردگار سے دعا کرتے جاتے تھے، ہاتھ کام میں مشغول تھے، دل اللہ کی طرف متوجہ تھا اور زبان

پر یہ دعا تھی، اللہ والوں کے کام ایسے ہی ہوتے ہیں:

"اے ہمارے پروردگار! ہماری دعا کو قبول فرما، تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے اے میرے رب! ہم کو اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری نسل میں بھی ایک جماعت ایسی پیدا کر جو تیری مطیع اور فرمانبردار ہو اور ہم کو اپنی عبادت کے راستے بتا۔ اے ہمارے رب انھیں میں سے ایک رسول پیدا کر جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور علم وحکمت سے ان کے دلوں کو زینت بخشے، تو بڑا ہی زبردست حکمت والا ہے، اے میرے رب! اس شہر کو امن والا بنا اور میری اولاد کو بتوں کا پجاری نہ بنا۔ اے میرے رب! ان بتوں نے بہتوں کو گمراہ کیا ہے، تو جس نے میری پیروی کی وہ میرا ہے اور جس

نے نافرمانی کی تو بے شک بخشنے والا مہربان ہے، اے میرے پروردگار! میں نے اپنی کچھ اولاد تیرے مقدس گھر کے پاس بسائی ہے، یہ ایسی جگہ ہے جہاں نہ کھیتی ہے نہ سبزہ۔ اے ہمارے رب! یہ اس لئے تاکہ یہ نماز قائم رکھیں، اب تو ان کے دلوں کو اس طرف مائل کر اور ان کو روزی عطا فرما، میوے اور پھل عطا فرما، تاکہ یہ تیرا شکر ادا کریں۔ اے ہمارے رب! تو ہمارے ظاہر و پوشیدہ رازوں سے واقف ہے اور اللہ پر زمین و آسمان کی کوئی چیز نہیں چھپی۔ اللہ کا شکر ہے، جس نے مجھے بڑھاپے میں اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ عطا فرمائے، بیشک میرا رب سننے والا ہے، اے میرے رب! میری اولاد کو نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرما، اے میرے

رب! میری دعا قبول فرما، اے میرے
پروردگار! مجھ کو میرے ماں باپ کو اور تمام
مسلمانوں کو قیامت کے دن بخش دینا۔،،

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسمٰعیلؑ کی دعا قبول فرمائی۔ وہ اپنے نیک بندوں کی دعا اسی طرح قبول فرماتا ہے۔ اللہ نے کعبہ کو برکت عطا فرمائی وہ ہمارا قبلہ ہے۔ ہم پانچوں وقت کی نمازیں اسی طرف منھ کر کے پڑھتے ہیں۔

مسلمان جب حج کرنے جاتے ہیں تو اسی کعبہ کا طواف کرتے ہیں، اسی کے سامنے کھڑے ہو کر دعا کرتے ہیں۔

آج جس کو دیکھنا ہو وہ مکہ معظّمہ جا کر حضرت ابراہیمؑ کی دعاؤں کی قبولیت کا اثر دیکھے۔

اللہ کا حکم

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ کبھی میرا شریک نہ ٹھہرانا اور میرے اس بابرکت گھر کو طواف کرنے

والوں، قیام کرنے والوں، رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک کردو، اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو کہ وہ قریب اور دُور دَراز ملکوں سے حج کی خاطر آئیں تا کہ اللہ کی رحمتوں اور برکتوں سے مالا مال ہوں اور مبارک گھر میں اللہ کا ذکر کریں اس مبارک گھر کا طواف کریں اور تمام حج کے مناسک ادا کریں اور جو اس مقدس گھر کی اور اللہ کے حکموں کی عزت کرے گا تو اسی کے لئے بہتر ہوگا، اور وہ اپنے ہی لئے کرے گا۔

عجیب سوال

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: ''اے میرے پروردگار! تو قیامت میں مُردوں کو کس طرح زندہ کرے گا، مجھے ابھی سے دکھادے۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کیا تم کو میری قدرت کاملہ پر یقین نہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا، مجھ کو پورا یقین ہے،

لیکن میں نے صرف اطمینان قلب کے لئے آپ سے یہ درخواست کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، چار پرندے پکڑ کر لاؤ اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر ڈال دو، پھر ان کو بلاؤ دیکھو وہ تمھارے پاس کیسے دوڑ کر آتے ہیں، اس طرح ہم قیامت میں مُردوں کو زندہ کریں گے اور یہ ہم کو کچھ مشکل نہیں۔

بشارت

ایک دن حضرت ابراہیمؑ کے یہاں آدمی کے بھیس میں کچھ فرشتے آئے اور کہا، السلام علیکم!

حضرت ابراہیمؑ نے کہا، وعلیکم السلام۔

پھر حضرت ابراہیمؑ تھوڑی دیر میں ایک بھُنا ہوا بچھڑا لائے اور ان کے سامنے لا کر رکھ دیا اور کہا کھاؤ۔ انھوں نے نہ کھایا تو حضرت ابراہیمؑ نے کہا بسم اللہ کیجئے، مگر دل میں ڈرے جاتے تھے کہ یہ کیسے لوگ ہیں جو

کھاتے نہیں، پھر کہنے لگے: ''مجھے تو تم سے ڈر لگتا ہے، آخر تم کون لوگ ہو۔؟''

فرشتوں نے کہا، آپ ڈرتے کیوں ہیں۔ ہم تو آپ کو ایک جیتے جاگتے بیٹے کے پیدا ہونے کی خوش خبری دینے آئے ہیں جس کا نام اسحٰقؑ ہوگا۔ دوسری خوش خبری یہ ہے کہ اسحٰقؑ کے بھی ایک بیٹا پیدا ہوگا جس کا نام یعقوبؑ ہوگا۔ اور یہ طرفہ تماشہ دیکھئے کہ ہم آپ کے لئے تو بشارت لائے ہیں اور قوم لوطؑ کے لئے عذاب۔

حضرت لوطؑ حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجہ تھے، ان کو یہ سن کر بہت تکلیف ہوئی، کہ کہیں میرے بھتیجہ پر آنچ نہ آئے۔ کہنے لگے، تم ان پر عذاب لائے ہو، ان میں لوطؑ بھی تو ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تم اس معاملہ میں نہ جھگڑو، یہ فیصلہ اٹل ہے، ہو کے رہے گا۔ ہاں! تم اس سے بالکل مطمئن رہو ہم لوطؑ اور ان کے ساتھی مومنوں کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں، ان کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوگا۔

حضرت ابراہیمؑ کی دوسری بیوی سارہ کہیں پیچھے کھڑی سن رہی تھیں، تعجب سے پیشانی پر ہاتھ مار کر بولیں کہ میں بوڑھی اور میرے خاوند بھی بوڑھے یہ خوش خبری کیسی!

فرشتوں نے کہا، آپ ناامید نہ ہوں۔ ہم آپ کو سچی بشارت دے رہے ہیں، آپ اللہ کی حکمتوں اور اس کے کاموں پر تعجب کرتی ہیں، آپ پر اور آپ کے گھر والوں پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہیں۔

بیت المقدس

فرشتوں کی خوش خبری پوری ہوئی۔

حضرت سارہ کے لڑکا پیدا ہوا، اس کا نام اسحٰقؑ رکھا گیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام زیادہ تر شام کے ملک میں اپنی بیوی حضرت سارہ اور اپنے بیٹے حضرت اسحٰقؑ کے ساتھ رہتے تھے۔

حضرت اسحٰقؑ نے جب ہوش سنبھالا تو شام میں بیت المقدس کی بنا ڈالی جیسے ان کے باپ اور بھائی نے کعبہ کی عمارت بنائی تھی۔

شام میں جو بیت المقدس ہے وہ حضرت اسحٰقؑ ہی کی بنائی ہوئی مسجد ہے۔

یہ وہ مسجد ہے جس کے چاروں طرف اللہ نے برکت رکھی ہے۔

اللہ نے حضرت اسحٰقؑ کی اولاد میں ایسی ہی برکت عطا فرمائی جیسے اسمٰعیلؑ کی اولاد میں برکت دی۔

حضرت اسحٰقؑ کی اولاد میں نبی بھی ہوئے اور بادشاہ بھی۔

فرشتوں کی دوسری بشارت بھی ظاہر ہوئی، حضرت اسحٰقؑ کے لڑکا پیدا ہوا، اس کا نام یعقوبؑ رکھا گیا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نبی تھے۔ ان کے بارہ بیٹے ہوئے، جن میں سے ایک حضرت یوسفؑ تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا قرآن شریف میں بڑا عجیب قصہ ہے، یہ قصہ تم بھی پڑھو گے۔

حضرت ابراہیمؑ کی تیسری بیوی

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تیسری بیوی قطورا تھیں۔

قطورا کے بیٹے مدین تھے۔ مدین حجاز کے شمال میں خلیج عقبہ کے پاس مقیم ہوئے، انھیں کے نام سے مدین شہر آباد ہوا۔

مدین کی اولاد میں حضرت شعیبؑ پیدا ہوئے، جن کو اللہ نے اسی مدین کے علاقہ کی ہدایت کے لئے نبی بنایا۔

سَلَامٌ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ ۝ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

حضرت لوط علیہ السلام

حضرت لوط علیہ السلام

حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجہ تھے حضرت لوطؑ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ عراق سے شام کی طرف ہجرت کر کے آئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو نبوت دی، یہ ملک سدوم اور اس کے ارد گرد بستیوں کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے۔

حضرت لوط علیہ السلام جس قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے، وہ بہت ہی گمراہ اور بے دین ہونے کے ساتھ بہت بے شرم واقع ہوئی تھی۔

پوری قوم گندی اور ناپاک تھی۔

ان کی بیویاں بجائے عورتوں کے خوبصورت نوجوان لڑکے ہوتے تھے۔

یہ اتنی خراب حرکت ہے جو اللہ کو بے حد ناپسند ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو بہت سمجھایا طرح طرح سے غیرت دلائی، ڈرایا دھمکایا مگر کوئی اثر نہ ہوا۔

حضرت لوطؑ کی نصیحت

حضرت لوط علیہ السلام نے کہا، اے قوم! کتنی بری حرکت تم کرتے ہو۔

اے قوم! تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے کسی نے نہیں کیا۔

اے قوم! غور تو کرو، سوچو تو سہی کتنا برا کام ہے، کتنے شرم کی بات ہے کتنی بری حرکت ہے۔

اے قوم! بڑی حیرت کی بات ہے کہ خوبصورت خوبصورت بیویاں گھر میں بیٹھی جھک مارتی ہیں اور تم باہر کی ہوا کھاتے پھرتے ہو تم کو شرم نہیں آتی، اللہ سے نہیں ڈرتے اے قوم! تم بڑی جسارت کا کام کرتے ہو،

تم لوگ حد سے بڑھ گئے ہو۔

اے قوم! اللہ سے ڈرو، میرا کہا مان لو، میں تمھارا رسول ہوں، تمھارا خیر خواہ اور امانت دار ہوں، میرا کہا مان لوگے، میری اطاعت کروگے تو تمھارا ہی بھلا ہوگا۔

اے قوم! اللہ کے غضب سے ڈرو، اس بڑے دن کے عذاب سے ڈرو، جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔

اے قوم! اگر میری اطاعت کروگے، میرا کہا مان لوگے تو تمھارا ہی فائدہ ہے، میرا کوئی فائدہ نہیں، میں تو اپنی محنت کی مزدوری اپنے پروردگار سے لوں گا۔

میں تم سے کچھ نہیں مانگتا، صرف اتنا سوال ہے کہ اپنی اس بری اور نازیبا حرکت سے باز آجاؤ۔

اے قوم! اللہ سے ڈرو اور ان حرکتوں کو چھوڑ دو۔

قوم کا جواب

قوم نے آپس میں کہا، لوطؑ بڑے پاک صاف بنتے

ہیں، ان کو اپنے ملک سے نکال دو، ہم ناپاکوں میں ان کا کیا کام۔ بہت پاک صاف بنتے ہیں تو جائیں کسی پاک صاف بستی میں، یہ کیوں ہمارے معاملات میں دخل دیتے ہیں، ان کو ہم سے کیا مطلب!

قوم نے حضرت لوط علیہ السلام سے کہا، اے لوطؑ اگر تم اپنے وعظ و نصیحت سے باز نہ آؤ گے تو ہم تم کو اس بستی سے نکال دیں گے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے کہا، یہ دھمکی بھی خوب ہے، ارے میں اللہ سے چاہتا ہوں کہ جلد تم سے نجات پاؤں۔

اس کو اچھی طرح کان کھول کر سن لو کہ میں تم سے، تمھارے کارناموں سے اور تمھاری بستی سے خود ہی بیزار ہوں، تم مجھ کو نکالنے کی کیوں دھمکی دیتے ہو۔

حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کے سمجھانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔

نرمی سے بھی سمجھایا، سختی بھی کی، ڈرایا دھمکایا، مگر کوئی

اثر نہ ہوا، جتنا سمجھایا اتنی ہی ضد اور نافرمانی بڑھتی گئی۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

حضرت لوط علیہ السلام سمجھاتے رہے اور ان کی قوم وہی کرتی رہی۔

شیطانی کام تو ہمیشہ انسان کو پسند آتے ہی ہیں جو شیطان کی باتوں کو پسند کرتے ہیں وہ رحمٰن کی بات کب سنتے ہیں، غرض وہ شیطان کے مرید ہی ہوتے چلے گئے۔

حضرت لوط علیہ السلام تنگ آ گئے، گھبرا گئے اللہ تعالیٰ بڑا بردبار، رحم وکرم والا ہے اپنے بندوں کے گناہ کو دیکھتا جاتا ہے، مگر جب انسان انتہائی سرکش اور ناڈری پر اُتر آتا ہے تو پھر اس کا غضب نازل ہوتا ہے پھر اس کی پکڑ سخت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے غضب اور اپنی پکڑ سے سب کو محفوظ

رکھے۔

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر بھی مہربانی فرمائی ان کو اس طرح تباہ اور برباد نہیں کیا بلکہ ان کو سمجھانے اور ان کو سیدھا راستہ دکھانے کے لئے حضرت لوطؑ کو بھیجا۔ انھوں نے جہاں تک ہو سکا قوم کو سمجھایا، راہ راست پر لانے کی تدبیر کی، ڈرایا دھمکایا، مگر قوم کب ماننے والی تھی، اس کے ماتھے پر جوں بھی نہ رینگی۔

اب اللہ تعالیٰ کو غصّہ آیا۔

اللہ کا غصّہ معمولی بات نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو ہلاک اور برباد کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

حضرت لوط علیہ السلام کے مہمان

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک لڑکے کی بشارت دینے اور حضرت لوط علیہ السلام کی

قوم کو ہلاک کرنے کے لئے بھیجا۔

فرشتے آدمی کے بھیس میں پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو آدمی سمجھ کر ایک موٹا تازہ بچھڑا بھون کر لائے اور کہا کھایئے۔

فرشتوں کو بھلا کھانے پینے سے کیا غرض ان کی غذا تو عبادت ہے، انھوں نے کھانے کو ہاتھ نہ لگایا۔

اب حضرت ابراہیم علیہ السلام ڈرے کہ یہ کون لوگ ہیں، یہ کھاتے کیوں نہیں، آدمی ہیں تو کھانے سے انکار کرنا کیا معنی! اور اگر فرشتے ہیں تو کس غرض سے آئے ہیں، اللہ رحم فرمائے، فرشتوں سے کہنے لگے، آپ کھاتے کیوں نہیں، اور جی میں ڈرتے جاتے تھے، آخر کہنے لگے کہ آپ سے ڈر لگتا ہے۔

فرشتے بولے: ''آپ ڈریئے نہیں۔ ہم آپ کو ایک ہوشیار لڑکے کی بشارت دینے کے لئے آئے ہیں

جن کا نام اسحٰقؑ ہے اور دوسری خوش خبری یہ ہے، کہ اسحٰقؑ کے بھی ایک لڑکا ہوگا جس کا نام یعقوبؑ ہوگا۔''

اور ہاں دو مقصد سے آئے ہیں، آپ کو بشارت دینا تھی اور قوم لوطؑ پر عذاب نازل کرنا ہے۔

حضرت سارہ کہیں پیچھے کھڑی سن رہی تھیں، وہ یہ بشارت سن کر ہنس پڑیں، کہنے لگیں، خوب! میں بوڑھی اور میرے خاوند بھی بوڑھے لڑکا کیسے ہوگا؟

بڑے تعجب کی بات ہے۔

فرشتے بولے، آپ اللہ کی قدرت پر تعجب کرتی ہیں، آپ پر، آپ کے گھر والوں پر اللہ کی رحمتوں کی بارش ہے، آپ کا تعجب کرنا، خود قابل تعجب ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بولے، بیشک اللہ کی رحمت سے کافر ہی مایوس ہوتے ہیں، پھر کہنے لگے کہ لوطؑ کی قوم پر عذاب آئے گا، اس قوم میں تو لوطؑ بھی ہیں، ان کے ہوتے ہوئے قوم پر کیسے عذاب آئے گا؟

فرشتے بولے: ''ہم سب جانتے ہیں، آپ گھبرایئے نہیں، لوطؑ اور ان کے گھر والے بچا لیے جائیں گے۔

ہاں، لوطؑ کی بیوی ضرور عذاب میں گرفتار ہوگی، وہ قوم کے ساتھ ہے، زندگی میں بھی ساتھ رہی اور مرنے کے بعد بھی ساتھ رہے گی، اس کا حشر قوم ہی کے ساتھ ہوگا۔

آپ اس خیال کو چھوڑ دیجئے کہ عذاب نہ آئے، عذاب تو آ کے رہے گا، اللہ تعالیٰ کا حکم ہو چکا ہے، یہ ٹل نہیں سکتا۔''

اب فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کی طرف چلے بہت خوبصورت کم عمر لڑکے بن کے حضرت لوط علیہ السلام کے یہاں آئے۔

حضرت لوط علیہ السلام ان کو دیکھ کر بہت گھبرائے کہ یہ مہمان آئے ہیں، قوم کو اگر خبر ہوگئی تو ابھی دوڑی ہوئی آئے گی اور ان کو ہم سے طلب کرے گی، پھر کیا ہوگا، میرے مہمانوں کی ہتک ہو گی، میں ان کو کیسے

بچاؤں گا۔

حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کافرہ تھی اور بہت بری تھی، قوم سے جاکے لگا آئی کہ میرے یہاں بہت خوبصورت خوبصورت لڑکے آئے ہیں۔

قوم دوڑی ہوئی آئی اور لڑکوں کو طلب کرنے لگی۔

حضرت لوط علیہ السلام نے کہا، ''اے قوم میری بیٹیاں موجود ہیں، ان سے نکاح کرلو، یہ تمھارے لئے حاضر ہیں اور یہی تمھارے لئے بہتر ہیں۔

اے قوم کچھ تو اللہ سے ڈرو، میرے مہمانوں کے بارے میں مجھے رسوا نہ کرو، اگر تمھیں میرے مہمانوں کا خیال نہیں ہے تو میری رعایت کرو۔

اے قوم کیا تم میں کوئی بھلا مانس نہیں جو میری بات مانے۔

قوم نے کہا۔ ''اے لوط علیہ السلام! تم ہماری عادت کو جانتے ہو، اور پھر اس طرح کی باتیں کرتے ہو،

ہمیں تمہاری بیٹیوں کی ضرورت نہیں ہے ہم بیٹیاں نہیں چاہئے"

حضرت لوط علیہ السلام نے کہا، اے کاش ہم کو تمھارے مقابلہ کی طاقت ہوتی، یا کوئی ایسا زبردست ہوتا جس کے سہارے تم سے مقابلہ کرتا، یا کسی مضبوط پناہ کی جگہ جا بیٹھتا۔

حضرت لوط علیہ السلام بہت گھبرائے ہوئے تھے ان کی سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا کہ کس طرح اپنے مہمانوں کی عزت بچائیں اور کیا کریں کوئی ترکیب سمجھ میں نہ آئی اور گھبراہٹ حد سے سوا ہوگئی۔

فرشتوں نے کہا۔اے لوط علیہ السلام آپ کیوں اتنی فکر کرتے ہیں اور کیوں اتنا گھبراتے ہیں آپ مطلق پریشان نہ ہوں، ہم آپ کے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں ۔ ان خبیثوں کی کیا مجال ہے، کہ ہم تک پہونچ جائیں، یہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہم تک پہنچنا تو

بہت محال ہے۔

آپ مطمئن رہیں، ہم ان پر عذاب نازل کرنے آئے ہیں۔ آپ یہ کیجئے کہ رات ہی رات اپنے تمام گھر والوں کو لے کر نکل جائیے اور تمام اپنے ہمراہیوں کو ہدایت کر دیجئے کہ وہ پیچھے مڑ کر نہ دیکھیں، ہاں آپ کی بیوی ضرور دیکھے گی، پھر وہ عذاب میں گرفتار بھی ہوگی۔

صبح ہوتے ہوتے یہ سب عذاب کی نذر ہو جائیں گے اور صبح کچھ دور بھی نہیں ہے۔

عذاب

صبح ہوتے اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا۔

اللہ تعالیٰ کا غصّہ اللہ کی پناہ! اللہ تعالیٰ اپنے غصّہ سے اور اپنے عذاب سے سب کو بچائے۔

اللہ تعالیٰ کا غصّہ معمولی بات نہیں، اس کی پکڑ بہت سخت ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے اس بستی کو آسمان تک اُٹھا کر پٹخ دیا، پھر اللہ کے حکم سے ان پر نشان کئے ہوئے پتھر برسے جس سے پوری بستی اور ساری قوم آن کی آن میں ہلاک ہوگئی۔ حضرت لوط علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے علم وحکمت سے مالا مال فرمایا، اور ان کو اس بری بستی سے نجات دے کر اپنی رحمت میں داخل کیا۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

حضرت یوسف علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ
بِمَا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ط

حضرت یعقوب علیہ السلام کا خاندان

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے، ان میں ایک حضرت یوسف علیہ السلام بھی تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام بہت خوبصورت، بڑے سمجھ دار اور ذہین تھے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسفؑ سے بہت محبت تھی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسفؑ کو ایک منٹ اپنی آنکھ سے دور نہ ہونے دیتے، ذرا دیر کی جدائی بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے دس بھائی تو حضرت یوسفؑ سے بڑے تھے اور گیارہویں بھائی بنیامین ان سے چھوٹے تھے۔ حضرت یعقوبؑ بنیامین کو بھی بہت چاہتے تھے۔

حاسد بھائی

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی حضرت یوسفؑ اور بنیامین سے جلنے لگے اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ ''ابا جان یوسفؑ اور بنیامین کو کیوں زیادہ چاہتے ہیں۔؟''

''بڑی حیرت کی بات ہے کہ یہ دونوں کمزور چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، ابھی ابا جان کے کسی کام کے نہیں، ان کو تو چاہتے ہیں اور ہم لوگ جوان ہیں، طاقت ور ہیں ابا جان کے سو کام کریں مگر ہم سے ایسی محبت نہیں، مزہ یہ کہ ان کے بیٹے ہم بھی ہیں اور وہ بھی ہیں پھر ان کو ہم سے زیادہ کیوں چاہتے ہیں، کیا یوسفؑ کے سُرخاب کے پر لگے ہیں۔

عجیب خواب

حضرت یوسف علیہ السلام چھوٹے سے تھے، اس وقت انھوں نے ایک خواب دیکھا۔

دیکھا کہ گیارہ تارے اور چاند سورج ان کو سجدہ کررہے ہیں۔

حضرت یوسفؑ تعبیر تو نہیں سمجھے، مگر تعجب بہت ہوا کہ یہ کیسا خواب ہے۔

کہیں چاند، سورج، تارے بھی آدمی کو سجدہ کرتے ہیں اور پھر چھوٹے لڑکے کو سجدہ کرنا کیا معنی؟

دوڑے ہوئے اپنے باپ کے پاس گئے۔ کہا ابا جان! آج تو میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔

میں نے دیکھا کہ گیارہ تارے اور چاند سورج مجھے سجدہ کررہے ہیں، ابا جان اس کا کیا مطلب ہے۔؟

حضرت یعقوبؑ خواب کی تعبیر سمجھ گئے بہت خوش

ہوئے اور کہنے لگے۔ یوسف مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب تم کو کوئی مرتبہ حاصل ہوگا۔

تمھارا یہ خواب علم ونبوت کی نشانی ہے اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمھارے دادا ابراہیمؑ اور اسحاقؑ پر بڑے بڑے انعامات کئے ہیں، مجھے امید ہے کہ ویسے ہی تم پر اور میری تمام اولاد پر بھی وہ انعام کرے گا۔

مگر دیکھو اس خواب کو اپنے بھائیوں سے ہرگز نہ کہنا، ورنہ تمھارے حق میں بہت برا ہوگا، وہ تمھارے دشمن ہوجائیں گے اور تم سے جلنے لگیں گے۔

حضرت یعقوبؑ بڑے بوڑھے تھے، لوگوں کی طبیعتوں کو خوب پہچانتے تھے، سمجھتے تھے کہ شیطان انسان کا دشمن ہے۔

جانتے تھے کہ شیطان کس طرح لوگوں کے دلوں میں برے برے خیالات پیدا کرتا ہے اور کس طرح بہلا بہلا کر اور دھوکہ دے کر لوگوں سے شیطانی حرکتیں کرواتا ہے۔

حضرت یوسفؑ کے قتل کی تجویز

حضرت یوسف علیہ السلام بچے تھے، ان کو کیا خبر کہ کون ہمارا دوست ہے اور کون دشمن ہے، باپ کے منع کرنے کے باوجود بھی اپنا خواب بھائیوں سے بیان کر دیا۔

بھائیوں نے جب اس خواب کو سنا تو ان کو اور بھی غصّہ آیا، حسد کی چنگاری جو دبی ہوئی تھی وہ بھڑک اٹھی، اب وہ حضرت یوسفؑ کے قتل کی فکر کرنے لگے اور پختہ ارادہ کر لیا کہ ان کو ختم ہی کر کے سکون لیں گے۔

سب بھائی ایک جگہ جمع ہو کر آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ ہم کو کیا کرنا چاہیے؟

ایک نے کہا۔ یا تو یوسفؑ کو قتل کر دو یا کسی ایسی جگہ جو یہاں سے بہت دور ہو پھینک دو، پھر تو خواہ مخواہ ابا جان ہم کو چاہیں گے، اس لئے کہ اس وقت لے دے کر ہمیں لوگ رہ جائیں گے۔

دوسرے نے کہا، جان سے نہ مارو کسی کنوئیں میں ڈال دو، کسی آتے جاتے مسافر کی نظر پڑ جائے گی تو نکال لے گا، یہ بات سب کو پسند آئی اور سب نے اس کو منظور کر لیا۔

باپ بیٹوں کی گفتگو

حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسفؑ کی طرف سے بڑا خطرہ تھا، ہر وقت ڈرتے رہتے تھے، آنے والی مصیبت کا اثر ان پر پہلے سے تھا۔

سمجھتے تھے کہ یوسفؑ کے بھائی یوسفؑ کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے، ان کے دلوں میں یوسفؑ کی ذرہ برابر محبت نہیں ہے۔

اسی ڈر سے کبھی حضرت یوسفؑ کو بھائیوں کے ساتھ تنہا نہیں جانے دیا۔ حضرت یوسفؑ گھر پر اپنے بھائی بنیامین کے ساتھ کھیلا کرتے۔

بھائی اس کو خوب جانتے تھے کہ یوسفؑ باہر نہیں

نکلنے پاتے، حضرت یعقوبؑ ان کو ذرا سی دیر بھی الگ کرنا نہیں چاہتے تھے مگر وہ پھر بھی ہمت نہ ہارے۔

جب یہ رائے قرار پا گئی تو سب مل کر باپ کے پاس آئے اور کہنے لگے ابا جان آپ یوسفؑ کو ہمارے ساتھ کیوں نہیں بھیجتے، کیا آپ ہم سے ڈرتے ہیں یا آپ کو ہم پر اعتبار نہیں۔

ابا جان! یوسف تو ہمارا چھوٹا بھائی اور بہت ہی پیارا بھائی ہے پھر ہم سب ایک ہی باپ کی اولاد ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ ان کو ہمارے ساتھ کہیں آنے جانے نہیں دیتے۔

ابّا جان دنیا کا قاعدہ ہے کہ سب بھائی ایک ساتھ رہتے سہتے اور کھیلتے کودتے ہیں ہم کیوں نہ ساتھ رہیں اور کیوں نہ ساتھ کھیلیں؟

آپ کل یوسفؑ کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے، ہمارا بہت جی چاہتا ہے کہ یوسفؑ بھی ہمارے ساتھ کھیل میں شریک ہوں، وہ وہاں کھائیں گے، کھیلیں گے تو ہمارا جی خوش ہوگا اور ہم ان کی حفاظت کا وعدہ کرتے ہیں۔

حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ کی ذراسی دیر کی جدائی بھی گوارانہ کرتے تھے، اور سچی بات تو یہ ہے کہ وہ یوسفؑ کو ان بھائیوں کے ساتھ بھیجنا نہیں چاہتے تھے۔ طرح طرح کے خطرے ان کے دل میں پیدا ہوتے تھے۔

حضرت یعقوبؑ نے بیٹوں سے کہا مجھے ڈر ہے کہ تم کسی کام میں مشغول ہو کر غافل ہو جاؤ اور اس کو بھیڑیا کھالے۔

بیٹوں نے کہا ابّا جان! بھلا ہمارے ہوتے یوسفؑ کو بھیڑیا کیسے کھالے گا، بڑے اندھیر اور بڑے غضب کی بات ہے کہ ہماری موجودگی میں بھیڑیا یوسفؑ کو کھالے، پھر ہم جوان، جوان مضبوط آدمی کس دن کے لئے ہیں، اور بڑے شرم کی بات ہے کہ ہم جوان بھائیوں کے سامنے بھیڑیا ہمارے بھائی کو کھالے۔"

ہونے والی بات ہو کے رہتی ہے، آخر حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسفؑ کو بھائیوں کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی۔

حضرت یوسف علیہ السلام جنگل میں

جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے اجازت دے دی تو سب بھائی بہت خوش ہوئے اور سمجھ گئے کہ کام بن گیا۔ دوسرے دن ان کو جنگل لے گئے اور اسی بیابان جنگل کے ایک کنویں میں حضرت یوسفؑ کا کرتہ اُتار کر ان کو کنویں میں ڈال دیا۔ نہ ان کو اس چھوٹے سے خوبصورت بھائی پر ترس آیا اور نہ اپنے باپ کے بڑھاپے پر رحم آیا۔

حضرت یوسفؑ کی جیسی چھوٹی عمر، ویسا ان کا چھوٹا دل، بیابان جنگل، گہرا اندھیرا کنواں اور یوسف تن تنہا، جتنی بھی وحشت ہوتی کم تھی، جتنا بھی ڈرتے اور گھبراتے تھوڑا تھا۔

مگر اللہ تعالیٰ ہمیشہ بے بسوں اور بے کسوں کا مددگار رہا ہے، اس نے حضرت یوسفؑ کے دل کو سنبھالا، تسکین دی کہ تم گھبراؤ نہیں رنجیدہ نہ ہو۔ ہم تمھاری مدد کریں گے۔ خوش خبری دی کی عنقریب ہم تم کو بڑے مرتبے والا

بنائیں گے۔

جب بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈال دیا اور اطمینان ہو گیا تو کہنے لگے، چلو ایک بلا تو ٹل گئی، مگر اب یہ بتاؤ کہ ابا جان سے کیا بہانہ کریں۔

کون سی ایسی بات کہیں جو ان کو یقین آ جائے۔

ایک بھائی نے کہا، ابا جان تو کہہ ہی رہے تھے کہ مجھے بھیڑیئے سے ڈر ہے، بس یہی بہانہ کافی ہے۔ کہنا کہ آپ نے سچ کہا تھا، بزرگوں کی بات صحیح ہوتی ہے، ہم دوڑ میں لگ گئے۔ ان کو سامان کے پاس بٹھا دیا تھا، بھیڑیے نے آ کر کھا لیا۔

دوسرے نے کہا، اچھا یہ تو ہو جائے گا مگر دلیل بھی تو ہونی چاہیے۔

ایک بولے، لیجئے ہم اس کی بھی ترکیب کرتے ہیں۔

ایک مینڈھا لے کر اس کو ذبح کیا، اور اس کے خون میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص رنگ لی اور کہا، یہ نشانی

ہے۔اس پر سب بہت خوش ہوئے اور کہا، اب تو ابّا جان کو یقین ہو جائے گا۔

جھوٹے جھوٹے بہانے

رات کو روتے اور واویلا مچاتے ہوئے اپنے باپ کے پاس آئے اور کہا: ''ابا جان ہم یوسفؑ کو سامان کے پاس بٹھا کر دوڑ میں مشغول ہو گئے تھے، ہمیں یہ نہیں معلوم تھا کہ بھیڑیا آ جائے گا۔ ہم اپنی دوڑ سے پلٹے بھی نہ تھے کہ کمبخت بھیڑیا آ گیا اور ہمارے بھائی یوسفؑ کو کھا گیا۔''

اور وہی خون کی لتھڑی ہوئی قمیص باپ کے آگے کر دی اور کہا۔ ''اگر آپ کو یقین نہ آئے تو یہ کرتا یوسف کا ہے دیکھ لیجئے۔''

حضرت یعقوب علیہ السلام نبی تھے، بڑے بوڑھے بھی تھے، اپنی اولاد سے زیادہ سمجھ رکھتے تھے۔

حضرت یعقوبؑ سمجھتے تھے کی بھیڑیا جب آدمی پر حملہ کرتا

ہے اور اس کو کھانے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو زخمی کر دیتا ہے اور قمیص ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا ہے۔

یوسفؑ کی قمیص خون میں لتھڑی تو ضرور ہے مگر پھٹی کہیں سے نہیں بالکل سلامت ہے، سمجھ گئے کہ یہ جھوٹا خون ہے اور بھیڑیے کا قصہ فرضی قصہ ہے۔ انھوں نے اپنی طرف سے گڑھ کے بیان کیا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے کہا، یہ قصہ تم نے گڑھ کے بیان کیا ہے، اس کی اصلیت کچھ نہیں، صبر بہتر ہے، مجھے صبر کرنا چاہیے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی سے بہت غمگین ہوئے اور ان کے دل کا کام ہو گیا، اور ہونا بھی چاہیے۔

جس کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے، جس کو ایک منٹ کے لئے اپنی آنکھ سے اوجھل نہ ہونے دیتے تھے، جس کی ایک منٹ کی جدائی گوارہ نہ کر سکتے تھے وہ

ایسے جدا ہوئے کہ اب اللہ ہی ملائے گا تو ملیں گے۔

مگر انھوں نے صبر سے کام لیا اور بہت صبر کیا۔ اللہ کے نیک بندے ایسے ہی ہوتے ہیں کہ مصیبت پر صبر کریں اور نعمت پر شکر۔

کنویں میں

بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈال کر چل دیئے۔ گھر میں آرام سے کھایا پیا، اور آرام سے بستروں پر سو گئے، جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام بیچارے کنویں میں پڑے تھے، نہ کھانا نہ پانی، نہ تکیہ نہ بستر۔

بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھلا دیا، مگر حضرت یوسف علیہ السلام کسی کو نہ بھولے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام گھر میں ان کو یاد کرتے تھے، اور ان کی جدائی سے بے چین تھے۔ حضرت یوسفؑ

باپ کو کنویں میں یاد کرتے تھے اور بیتاب تھے، کنواں گہرا اندھیرا اور بہت وحشت ناک جنگل میں تھا، اس کنویں میں اتنا اندھیرا تھا کہ دن کو بھی رات معلوم ہوتی تھی۔

مصر کے بازار میں

اللہ کا کرنا مسافروں کی ایک جماعت اس جنگل میں پہونچی، راستہ میں جب ان کو پیاس لگی تو انھوں نے جنگل میں کنواں تلاش کیا، تلاش کرتے کرتے یہ کنواں دکھائی پڑا، ایک آدمی کو انھوں نے بھیجا کہ کنویں سے پانی لائے۔

جب وہ آدمی آیا اور کنویں میں ڈول ڈال کر کھینچا تو وہ بہت بھاری تھا۔

اس آدمی نے بہ مشکل تمام اسے کھینچ کر نکالا، دیکھا کہ اس میں ایک چاند سا لڑکا بیٹھا ہے، اس نے گھبرا کر قافلہ والوں کو آواز دی۔

قافلہ والو! خوش خبری سنو، مبارک ہو تمھیں ایک

لڑکا ملا ہے۔

پھر حضرت یوسفؑ کو لے کر قافلہ کی طرف گیا۔

قافلہ والے حضرت یوسفؑ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور ان کو اپنے سامان میں چھپا لیا۔

جب قافلہ مصر پہونچا تو مصر کے بازار میں کھڑے ہو کر صدا لگائی، اس لڑکے کو کون خریدتا ہے، اس لڑکے کا کوئی خریدار ہے؟

عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو چند روپیوں میں خرید لیا۔

سوداگروں نے یوسفؑ ایسی نایاب دولت کو چند روپے لے کر عزیز مصر کے حوالہ کر دیا۔

عزیز مصر حضرت یوسفؑ کو اپنے محل لے گیا اور اپنی بیوی سے کہا۔ ''یہ بہت ہونہار لڑکا معلوم ہوتا ہے، اس کو بہت عزت کے ساتھ رکھو، اور آرام پہونچاؤ، ممکن ہے کہ اس سے فائدہ پہونچے، اور شاید ہم اس کو بیٹا ہی بنائیں''۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی وفاداری

جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنی عمر کو پہونچے، تو ان کی خوبصورتی کو چار چاند لگ گئے۔ جو دیکھتا تھا وہ ان کے حسن و جمال سے حیران ہو جاتا تھا۔

عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بہت بہکایا۔

لیکن حضرت یوسف علیہ السلام اللہ کے نیک بندہ تھے وہ کب کسی کے بہکانے میں آسکتے تھے، کہا کہ اللہ کی پناہ! میں ہرگز اپنے آقا کی خیانت نہیں کرسکتا۔

انھوں نے مجھے اچھا ٹھکانا دیا، میری عزت کی، میرے آرام وراحت کا خیال رکھا، پھر میں ان سے بے وفائی کروں، معاذ اللہ! وہ مجھے آرام پہونچائیں، میں ان کو تکلیف دوں، یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا۔

ایسے بے وفا نمک حرام پھلتے پھولتے نہیں، یہ کہہ کر

دروازہ کی طرف بھاگے عزیز مصر کی بیوی ان کو پکڑنے کے لئے پیچھے دوڑی اور پچھلا دامن پکڑ کر کھینچا تو حضرت یوسفؑ کا کرتا پھٹ گیا، مگر وہ دروازہ تک پہونچ گئے۔

دروازہ پر جو پہونچے تو عزیز مصر کو کھڑا دیکھا۔

بیوی نے جو اپنے شوہر کو دیکھا تو بہت گھبرائی کہ ایسا نہ ہو کہ ان کو خبر ہو گئی ہو یا یوسفؑ میری شکایت کر دیں۔

جھٹ اپنا گناہ، بے گناہ یوسفؑ پر تھوپ دیا اور چالاکی سے سزا بھی تجویز کر دی۔

کہا، یہ غلام بہت برا ہے، میں سچ کہتی ہوں بہت بے وفا ہے۔

ایسے بے وفاؤں کی سوائے جیل کے کیا سزا ہو سکتی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا، میری غلطی نہیں ہے، میں بالکل بے گناہ ہوں۔

عزیز کی بیوی کہتی تھی، میں بے گناہ ہوں، اصل خطا یوسفؑ کی ہے۔

عزیز کے گھر کے کسی فرد نے یہ فیصلہ دیا کہ اگر یوسفؑ کا اگلا دامن پھٹا ہے، تو یوسفؑ جھوٹا ہے اور عزیز کی بیوی سچی ہے اگر یوسف علیہ السلام کا پچھلا دامن پھٹا ہے تو یوسف علیہ السلام سچے ہیں اور عزیز کی بیوی جھوٹی ہے۔

جب دیکھا گیا تو حضرت یوسفؑ کا پچھلا دامن پھٹا نکلا۔

عزیز سمجھ گیا کہ یہ تمام خطا اس کی بیوی کی ہے، وہ جھوٹی ہے، جھوٹ بول کر اپنے کو بری کرنا چاہتی ہے۔ یوسفؑ نیک ہیں امانت دار ہیں، سچے ہیں۔

اپنی بیوی سے کہا، تو جھوٹ بولتی ہے، ہم کو دھوکہ دیتی ہے، ساری خطا تیری ہے۔ یوسفؑ ایسے نہیں ہیں۔

شدہ شدہ یہ خبر تمام مصر میں پھیل گئی کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام یوسفؑ سے محبت کرتی ہے۔

تمام عورتوں نے عزیز کی بیوی کو ملامت کرنا شروع کر دیا۔

عزیز کی بیوی کو جب معلوم ہوا کہ مصر کی تمام عورتیں

مجھے برا بھلا کہتی ہیں تو اس نے ایک دھوم دھام کی دعوت کی اور اس میں مصر کی تمام عورتوں کو مدعو کیا، سہارے کے لئے تکیے رکھ دیئے اور ایک ایک پھل ایک ایک چھری کاٹنے کے لئے سب عورتوں کو پکڑا دی، جب عورتیں پھل کاٹ کاٹ کر کھانے لگیں تو عزیز کی بیوی نے حضرت یوسفؑ سے کہا۔ ذرا دیر کے لئے باہر نکل آؤ، جب وہ نکلے تو عورتیں ان کی طرف ایسی محو ہوئیں کہ بجائے پھل کاٹنے کے اپنے اپنے ہاتھوں کو کاٹ ڈالا اور کہا قسم اللہ کی یہ آدمی نہیں ہے بلکہ یہ تو کوئی معزز فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔

عزیز کی بیوی نے کہا، ''جس کے بارے میں تم لوگ مجھے ملامت کرتی تھیں یہ وہی ہے۔ اگر یہ میری بات نہ مانے گا تو میں اس کو سخت سزا دوں گی۔''

قید خانہ میں

عزیز کی بیوی کا غصّہ روز بروز بڑھتا جاتا تھا اس

نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا۔

''اگر تم میری بات نہ مانو گے تو میں تم کو قید خانہ کی ہوا کھلاؤں گی۔''

حضرت یوسفؑ نے کہا۔ تمھاری بات ہرگز نہ مانوں گا چاہے قید ہو جاؤں، اس بات سے قید ہونا بہتر ہے۔''

چند دنوں بعد عزیز مصر نے حضرت یوسفؑ کو قید خانہ بھیج دیا۔

عزیز سمجھتا تھا کہ یوسف علیہ السلام کی خطا نہیں ہے مگر مصلحت سمجھ کر قید کرا دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام جب قید خانہ میں آئے تو ان کے ساتھ دو آدمی اور بھی قید ہوئے۔

ان کی خوش اخلاقی، رحم دلی اور نیک مزاجی سے قید خانہ والے ان کے گرویدہ ہو گئے۔

جو بات حضرت یوسف علیہ السلام سے سنتے تھے اس کو مان لیتے تھے، ان کی عزت و قدر کرتے، ان کو اللہ

والا اور بہت بڑا عالم مانتے تھے۔

ایک دن ان دونوں قیدیوں نے جو حضرت یوسفؑ کے ساتھ جیل میں آئے تھے، اپنے اپنے خواب حضرت یوسفؑ سے بیان کئے۔

ایک نے کہا۔ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں۔

دوسرے نے کہا، میں نے خواب دیکھا ہے کہ میرے سر پر روٹی کا ایک خوان ہے اور چڑیاں اس میں سے کھا رہی ہیں، بتایئے اس کی تعبیر کیا ہے۔؟

قید خانہ میں تبلیغ

حضرت یوسفؑ کو اللہ تعالیٰ نے بڑا علم اور بہت اچھی سمجھ عطا فرمائی، نبوت سے سرفراز فرمایا، علم و حکمت سے مالا مال کیا، خواب کی تعبیر دینے میں بھی ملکہ عطا فرمایا تھا۔

حضرت یوسفؑ کے زمانہ میں لوگ بتوں کی عبادت

کرتے تھے، وہی بت پرستی جو ہر جاہل قوم میں ہوتی چلی آئی ہے اور پیغمبروں نے اپنے اپنے زمانے میں مٹائی ہے اور اگر نہ مٹی تو اللہ تعالیٰ نے ان بت پرستوں کو مٹا دیا۔ وہی حضرت یوسفؑ کے زمانہ میں بھی زوروں پر تھی، ایک ایک کے پاس کئی کئی بت تھے، ان کے نام الگ الگ رکھ چھوڑے تھے۔

ایک کو خشکی کا دیوتا کہتے تھے، دوسرے کو سمندر کا، کوئی ان کے نزدیک رزق کا دیوتا تھا، تو کوئی بارش کا، سمجھتے تھے کہ ایک کی حکومت خشکی پر ہے دوسرے کا راج سمندر پر ہے ایک روزی دیتا ہے تو ایک کے حکم سے بارش ہوتی ہے۔

آج بھی بہت سے بے وقوف ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ خشکی پر رہنا ہے تو خشکی کے دیوتا کو راضی کیجئے، سمندر پر سفر کرنا ہے تو سمندر کے دیوتا سے اجازت لیجئے، روزی حاصل کرنا ہے تو روزی کے دیوتا کی خوشامد کیجئے پانی کی خواہش ہے تو بارش کے دیوتا سے فریاد کیجئے۔ غرض ہر ایک کارخانہ جدا جدا ہے ہر جگہ الگ عرضی دیجئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام ان کی حماقتوں پر تعجب کرتے تھے اور ان کی بے عقلی پر ہنستے تھے۔

حضرت یوسفؑ کہتے تھے کہ زمین، آسمان، خشکی، تری سب جگہ اللہ ہی کی بادشاہت ہے، سیاہ سفید کا مالک وہی ہے، ہر چیز کی کنجی ہر کام کی باگ ڈور اسی کے ہاتھ میں ہے۔

اب حضرت یوسفؑ نے ارادہ کیا کہ قید خانہ میں تبلیغ کریں۔

لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں، بتوں کی عبادت سے روکیں، ان کو سمجھائیں کہ اللہ وحدہ، لاشریک کی عبادت کرو، اسی کے آگے سر جھکاؤ، اسی سے اپنی مرادیں مانگو، سب کاموں کا اختیار اسی کو ہے۔

اللہ تعالیٰ کا بھی حکم تھا کہ قید خانے والوں کو نصیحت کی جائے، ان کو اللہ کی طرف بلایا جائے، ان کے دلوں میں اسلام کی رغبت پیدا کی جائے۔

اور کیوں نہ ان کو اللہ کی طرف بلایا جائے۔

کیا وہ اللہ کے بندے نہیں ہیں؟
کیا وہ اللہ کا دیا ہوا رزق نہیں کھاتے؟
کیا وہ آدم علیہ السلام کی اولاد نہیں ہیں؟
کیا قید خانہ والے نصیحت کے لائق نہیں ہیں؟
کیا قید خانے والے اس قابل نہیں کہ ان کے ساتھ خیر خواہی کی جائے، ان کو سمجھایا جائے اور ان کو بڑے دن کے عذاب سے ڈرایا جائے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے پختہ ارادہ کر لیا کہ ان کو راہ راست پر لانے کی پوری کوشش کریں گے۔

حضرت یوسفؑ کا جسم قید تھا، مگر دل آزاد تھا، دل کو کون قید کر سکتا ہے، دل کسی کے اختیار میں نہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام قید خانہ میں بھی یہی ارادہ رکھتے تھے کہ اللہ کی بادشاہی کا اعلان کریں۔

انبیاءؑ کا یہی قاعدہ ہے کہ وہ ہر جگہ حق کو ظاہر کرتے ہیں، وہ حق بات کہنے سے کبھی نہیں چوکتے۔

ان کی سخاوت کا دریا ہر جگہ جاری رہتا ہے اس کو ہزار قید کرو وہ آزاد رہتا ہے، نیکی کی بات پہونچاتے ہیں، برائی سے روکنے میں کوئی بڑی سے بڑی قوت ان کے راستہ میں حائل نہیں ہوتی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی دانائی

حضرت یوسفؑ نے اپنے دل میں کہا کہ یہ خواب دیکھنے والے میرے پاس اپنی ضرورت سے آئے ہیں۔

ہر ضرورت مند ضرورت کے وقت ادب کے ساتھ بات سنتا اور مانتا ہے، اب ان کے لئے اس وقت سے بہتر کوئی موقع نہیں، میں اس وقت جو کچھ بھی کہوں گا یہ دونوں بھی سنیں گے اور قید خانہ والے بھی۔ کان اور دل کے دروازے ہر وقت اور بار بار نہیں کھلتے، اس وقت ضرورت سے کھلے ہیں، اسی راستہ سے اللہ کی بات ان کے دل میں اتار دوں۔

لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے جلدی نہیں کی۔

ان دونوں خواب دیکھنے والوں سے کہا کہ میرے پروردگار نے مجھے تعبیر کا علم سکھایا ہے تم لوگ اطمینان رکھو، تم دونوں کا کھانا نہ آچکے گا کہ تمھارے خوابوں کی تعبیر دوں گا۔

وہ دونوں یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور مطمئن ہو گئے۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے موقع اور وقت کو غنیمت جان کر تبلیغ شروع کر دی۔

توحید کی تبلیغ

حضرت یوسف علیہ السلام نے انھیں دونوں خواب دیکھنے والوں کو مخاطب کر کے کہا:۔

میرے پروردگار نے مجھ کو علم عطا فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اپنا علم نہیں دیتا۔

اور مشرک کو تو علم سے بالکل محروم رکھتا ہے۔ تم دونوں جانتے ہو کہ میرے رب نے مجھ کو کیوں علم سکھایا ہے۔

اس لئے کہ میں نے ان مشرکوں کے طور طریقے

چھوڑ دیئے ہیں اور ان کا راستہ ترک کر دیا ہے جو اللہ کو پورے طور پر نہیں مانتے اور آخرت کا انکار کرتے ہیں۔

میں الحمدللہ اپنے باپ دادا ابراہیمؑ ،اسحٰقؑ ،اور یعقوبؑ کے مذہب پر ہوں۔

ہم کو یہ زیبا نہیں کہ اللہ وحدہ، لاشریک کو چھوڑ کر دوسروں کی پوجا کریں ،دوسروں کو اپنا معبود بنائیں اور اس کی پرستش کریں ،ان کے آگے سر جھکائیں ،یا ان سے اپنی مرادیں مانگیں۔

اس کو اچھی طرح سمجھ لو کہ توحید صرف ہمارے لئے نہیں ،توحید کی نعمت اللہ کے تمام بندوں کے لئے ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر فضل ہے اور لوگوں پر بھی ہے لیکن افسوس ہے کہ اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

تم لوگ کہتے ہو کہ ایک خشکی کا دیوتا ہے ایک سمندر کا ،ایک رزق کا ہے ایک بارش کا۔

ہم کہتے ہیں کہ اللہ صرف اللہ تمام جہانوں کا رب

ہے اور تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

بتاؤ جدا جدا معبود بہتر ہیں، یا ایک اللہ زبردست قدرت والا۔

ہمیں بتاؤ کہ خشکی کا رب کہاں ہے سمندر کا رب کہاں ہے، اور بارش کا رب کہاں ہے؟

مجھے دکھاؤ کہ انھوں نے زمین میں کون سی چیز پیدا کی، یا آسمان میں کون سی بات ایجاد کی۔

آسمان کو دیکھو، زمین کو دیکھو، انسان کو دیکھو، حیوان کو دیکھو، جمادات کو دیکھو، نباتات کو دیکھو، یہ کس نے پیدا کیا۔؟ یہ اللہ نے پیدا کیا۔

اب ذرا مجھے دکھاؤ کہ ان بتوں نے کیا پیدا کیا؟ کیسا خشکی کا رب، کیسا سمندر کا رب، کیسا رزق کا رب اور کیسا بارش کا رب۔

یہ سب نام تم نے اور تمھارے باپ دادا نے گڑھ لئے ہیں، ان کی کوئی اصلیت نہیں۔

اللہ ہی کے یہ سب کام ہیں، اسی کی سب جگہ بادشاہت ہے، زمین اللہ کی، آسمان اللہ کا، اور سب کام اللہ کے ہیں۔

اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اس کے سوا کسی کے آگے سر نہ جھکاؤ، اس کے سوا کسی سے مرادیں نہ مانگو، دیکھو یہی دین ٹھیک ہے لیکن افسوس ہے کہ اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

خواب کی تعبیر

جب حضرت یوسف علیہ السلام نصیحت کر چکے تو ان دونوں سے کہا کہ اب اپنے اپنے خواب کی تعبیر سنو۔

جس نے دیکھا ہے کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں وہ ساقی ہوگا اور اپنے آقا کو شراب پلائے گا۔

اور جس نے دیکھا ہے کہ میرے سر پر روٹی کا خوان ہے اور چڑیاں اس میں سے کھا رہی ہیں، اس کو پھانسی دی

جائے گی، اور اس کا مغز چڑیاں کھائیں گی۔

ساقی سے حضرت یوسفؑ نے کہا کہ جب تم اپنے آقا کے پاس پہونچنا تو میرا بھی تذکرہ کرنا، مجھے بھولنا مت۔ بادشاہ کے حکم سے دونوں جیل سے نکلے، ساقی کو تو بادشاہ نے اپنے پاس بلالیا اور دوسرے کو پھانسی کا حکم دیا۔

ساقی بادشاہ کے پاس پہونچ کر حضرت یوسفؑ کو بھول گیا، کوئی تذکرہ نہ کیا، حضرت یوسفؑ اس کے بعد کئی سال قید خانہ میں رہے۔

بادشاہ کا خواب

بادشاہ مصر نے ایک عجیب خواب دیکھا، دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں اور سات دبلی گائیں، دبلی گائیں موٹی کو کھا رہی ہیں۔

سات بالیاں سبز ہیں اور سات خشک ہیں اور خشک بالیاں تر پر غالب ہیں۔ بادشاہ نے جب یہ خواب دیکھا،

تو بہت گھبرایا، اور فوراً نجومیوں کو بلا کر اس کی تعبیر پوچھی۔

نہ جاننے والوں کا قاعدہ ہے کہ یہ تو کہتے نہیں کہ ہم نہیں جانتے، الٹا اس چیز میں خرابی نکال دیتے ہیں۔

لوگوں نے کہا، یہ کچھ نہیں ہے، اکثر نیند میں ایسی باتیں دکھائی دیتی ہیں، جن کی کوئی اصلیت نہیں ہوتی، یہ سچا خواب نہیں صرف وہم اور خیال ہے۔

ساقی نے جب خواب سنا تو حضرت یوسفؑ یاد آ گئے، بادشاہ سے کہا میں آپ کو اس خواب کی تعبیر ابھی بتاتا ہوں، پھر وہ دوڑتا ہوا قید خانہ گیا اور حضرت یوسفؑ سے خواب کی تعبیر پوچھی۔

حضرت یوسفؑ بے حد رحم دل اور بہت خوش اخلاق تھے، اللہ کی مخلوق پر مہربانی کرنے والے، اللہ کی مخلوق کے کام آنے والے تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے ساقی کے پوچھنے سے خواب کی تعبیر بتا دی، ان کو یہ بھی خیال نہ آیا کہ یہ

ہمارے کہنے کے باوجود بھی ہم کو بھول گیا، ہمارا کوئی تذکرہ نہ کیا، آج کام پڑا تو ہم یاد آئے، ہم بھی اس کو نہ بتائیں۔

مگر وہ اللہ کے نبی اور اس کے نیک بندے تھے، وہ ایسا خیال کہاں لا سکتے تھے وہ برائی کے بدلہ بھلائی کرنے والے تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر بھی بتائی اور تدبیر بھی، پیغمبروں کا فیض ایسا ہی ہوتا ہے مانگی چیز کے ساتھ بے مانگی بھی دیتے ہیں۔

کہا، سات سال بعد قحط پڑے گا اور سات سال رہے گا۔

تم لوگ اس سات سال میں جتنا غلہ پیدا کرو اس میں سے کھانے بھر کا نکال لو، باقی بالیوں میں رہنے دو، جب قحط کا زمانہ آئے تو اس کو کھانا۔

یہ قحط سات برس رہے گا، اس کے بعد اللہ مدد کرے گا، لوگ فارغ البال اور خوش حال ہو جائیں گے۔

ساقی خواب کی تعبیر اور آنے والی مصیبت کی تدبیر سن کر بادشاہ کے پاس گیا اور اس سے خواب کی تعبیر بتائی۔

جب بادشاہ نے سنا تو بہت خوش ہوا اور کہا یہ کون شخص ہے، یہ تو بڑا اللہ والا اور اللہ کے بندوں کا بڑا خیر خواہ معلوم ہوتا ہے۔

ساقی نے کہا، یہ یوسف علیہ السلام ہیں، اتنے سچے ہیں کہ جو کہتے ہیں وہی ہوتا ہے، بادشاہ سلامت یہ وہی ہیں جنھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ تم عنقریب بادشاہ کو شراب پلاؤ گے، سو وہی ہوا۔

بادشاہ کو حضرت یوسفؑ سے ملنے کا شوق پیدا ہوا، ایک آدمی کو حضرت یوسفؑ کے بلانے کے لئے بھیجا اور کہا، ان کو لے آؤ، میں ان کو اپنا مشیر اور راز دار بناؤں گا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی فرمائش

آدمی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہونچا

اور کہا، آپ کو بادشاہ نے یاد فرمایا ہے اور آپ کو بلایا ہے۔

حضرت یوسفؑ بڑے حوصلہ اور ظرف کے تھے آخر بیٹے، پوتے کس کے تھے؟ ان پیغمبروں کے جو کبھی سلطنتوں کو خاطر میں نہیں لائے اس کے ساتھ اللہ نے ان کو عقل اور سمجھ بھی اعلیٰ درجہ کی عطا فرمائی تھی۔ ہر کام بہت سوچ سمجھ کر کرتے تھے، کسی بات میں جلدی نہیں کرتے تھے۔

اگر قید خانہ میں ان کی جگہ کوئی اور ہوتا اور اتنے دن قید کی سختیاں برداشت کرتا، پھر اس سے کہا جاتا کہ بادشاہ آپ کو بلاتے ہیں اور آپ کا انتظار کر رہے ہیں، تو وہ فوراً قید خانہ سے نکل کر اس آدمی کے ساتھ ہو لیتا۔

مگر حضرت یوسفؑ نے جلدی نہیں کی، اس لئے کہ وہ سمجھتے تھے کہ ہمارے متعلق بعض لوگوں کا کیا خیال ہے، جانتے تھے کہ ایک قصہ مشہور ہو چکا ہے، اب اگر قید خانہ سے نکل جاؤں گا تو کون کس کس کا منہ بند کرے گا، کہنے والے کہتے ہی رہیں گے کہ یوسفؑ مجرم تھے، بادشاہ نے ان کا

قصور معاف کر دیا اور وہ جیل سے آ گئے ان کی غیّور طبیعت نے گوارا نہ کیا کہ معاملہ کی صفائی کے بغیر نکل جاؤں۔

بادشاہ کے قاصد سے کہا، بادشاہ سے جا کر کہو کہ تحقیق کریں کہ مصر کی ان عورتوں کا کیا قصہ ہے۔ جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔ قاصد نے بادشاہ کو حضرت یوسفؑ کا پیغام جا سنایا۔

بادشاہ نے جب یہ سنا کہ مصر کی تمام عورتوں کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ کیا قصہ ہے اور یہ کس کی سازش تھی؟ جب بات کھلنے لگی اور عزیز کی بیوی سمجھ گئی کہ بھید ظاہر ہو گیا، اب کوئی بات بنائے نہ بنے گی تو کہا، قصور میرا ہی تھا، یوسفؑ نے کوئی خطا نہیں کی۔

جب حضرت یوسفؑ کو خبر ملی کہ میری بے گناہی ثابت ہو گئی ہے، دنیا مجھے بے قصور مان گئی ہے، تب وہ خوش خوش قید خانہ سے نکلے اور بادشاہ کے پاس گئے۔

بادشاہ نے بڑھ کر ان کا استقبال کیا، اور بہت عزت

افزائی کی۔

مصر کی حکومت

حضرت یوسف علیہ السلام جانتے تھے کہ لوگوں کو امانت کا خیال کم ہے، سمجھتے تھے کہ خیانت بہت بڑھ گئی ہے، لوگ پرایا مال اپنا سمجھتے ہیں۔

دیکھتے تھے کہ اللہ کا عطا کیا ہوا مال کیسی بے دردی سے ضائع ہو رہا ہے اور کس لاپروائی سے اس دولت کو برباد کیا جا رہا ہے، سمجھتے تھے کہ جب امراء اور سردار مال کی حفاظت نہ کریں گے تو ضرور ضائع ہوگا۔

دیکھتے تھے کہ امراء اور سردار اللہ سے نہیں ڈرتے، غریب آدمی تو بھوکوں مرتے ہیں اور امیروں کے کتوں کا پیٹ بھرا جاتا ہے، مٹی چونے کے بے جان دروازوں اور دیواروں پر ریشم و اطلس کے پردے پڑے ہوتے ہیں اور مٹی کی زمین پر قالین اور غالیچے بچھتے ہیں اور بے چارے

غریبوں کے بدن ڈھکنے کو چیتھڑا بھی نصیب نہیں، دولت مندوں کے جانوروں کو قسم قسم کے اچھے کھانے ملیں اور غریبوں کو بعض وقت سوکھی روٹی بھی نہیں ملتی، جن کو اللہ نے بہت دولت عطا فرمائی ہے وہ اس دولت کو اپنی راحت اور عیش وعشرت میں برباد کرتے ہیں، انھیں ننگوں بھوکوں کی کوئی پروا نہیں، کوئی فاقہ سے ہوا تو ان کی جوتی سے، کوئی پیاس سے، تڑپ رہا ہو تو ان کی بلا سے، ان کے آرام میں خلل نہ آئے، ان کی راحت میں فرق نہ آئے، ان کے عیش وعشرت میں خلل اندازی نہ ہو۔

جن کے پاس حکومت کے عہدے ہیں اور جو خزانوں کے نگہبان ہیں، وہ خوب اڑاتے کھاتے ہیں نہ انھیں اللہ کا خوف ہے نہ دنیا کی شرم، حضرت یوسفؑ بھلا یہ کب گوارا کر سکتے تھے، کہ اللہ کی دی ہوئی دولت، اللہ کا عطا کیا ہوا مال، اس بے دردی سے اُڑایا جائے، اس طرح برباد کیا جائے کہ غریب آدمی بھوکوں مریں اور کتے

کوّوں کے پیٹ بھرے جائیں۔

حضرت یوسفؑ نے بادشاہ سے کہا، آپ مجھ کو خزانہ کا نگہبان بنا دیجئے، پھر دیکھئے میں کیا کروں گا، میں اس کی حفاظت کروں گا اور موقع موقع سے کام میں لاؤں گا۔

بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کے خزانوں کا حاکم بنا دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے حاکم ہونے سے لوگوں کو بڑا سکھ ملا، لوگوں کی جان میں جان آئی۔

قحط

مصر اور شام میں حضرت یوسف علیہ السلام کی پیشین گوئی کے مطابق قحط پڑا، اور پھر حضرت یوسفؑ کی اللہ داد قابلیت کے جوہر کھلے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر میں غلہ کی تقسیم کا ایسا اچھا انتظام کیا کہ لوگوں کو قحط معلوم ہی نہ ہوا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا فیض مصر ہی میں نہ تھا جو بھی کہیں سے آتا، مناسب دام دیتا اور کافی غلہ لے کر جاتا، اس میں مصر کا بھی بھلا تھا اور مخلوق اللہ کا بھی، قحط میں لوگوں کے پاس پیسے کی کمی نہیں ہوتی، لیکن غلہ نہ ملنے کہ وجہ سے لوگ روپئے کے ہوتے ہوئے بھی بھوکوں مرتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کا معقول بندوبست کیا، اور ان کے یہاں سے کوئی محروم نہیں گیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی سخاوت اور رحم دلی کی تعریف جگہ جگہ ہو رہی تھی، ہر شخص کی زبان پر حضرت یوسفؑ کا نام اور ان کے حسن انتظام کی تعریف تھی۔

شدہ شدہ یہ خبر تمام شہروں میں پھیل گئی شام کے رہنے والوں نے بھی سنا کہ مصر کی حکومت ایسے شخص کے ہاتھ میں ہے جو بڑا اللہ والا اور بڑا سخی ہے، ننگوں کو کپڑا پہناتا ہے اور بھوکوں کو کھانا کھلاتا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کو جب اس کا علم ہوا تو

انھوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ مصر کے خزانہ پر جو نیا حاکم ہوا ہے، اس کی سخاوت اور ہمت کی بہت تعریف سنی ہے، جو اللہ کا بندہ اس کے پاس جاتا ہے وہ خوش ہو کر آتا ہے، تم بھی روپئے لے کر جاؤ اور غلہ خرید لاؤ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے جانے کو کہا، لیکن بنیامین کو بھائیوں کے ساتھ نہیں جانے دیا۔ کیونکہ حضرت یوسفؑ کے بعد بنیامین حضرت یعقوبؑ کی آنکھ کا تارا تھے اور بنیامین کی طرف سے بھی ان کو اطمینان نہ تھا، طرح طرح کے خیالات دل میں پیدا ہوتے تھے، حضرت یعقوب علیہ السلام بنیامین کو ذرا دیر کے لئے بھی علیٰحدہ نہ کرتے تھے۔

غرض یہ سب بھائی مصر کی طرف چلے اور ان کے دل میں اس کا تصور بھی نہ تھا کہ مصر کا حاکم کون ہے، وہ کیا سمجھ سکتے تھے کہ مصر کا حاکم وہی یوسف علیہ السلام ہے، جس کو ہم نے کنوئیں میں ڈالا تھا، وہ تو یہی سمجھ رہے تھے،

کہ یوسف علیہ السلام کا کنوئیں میں کام تمام ہو چکا ہوگا، اوران کا خیال اس کی گہرائی کو دیکھتے ہوئے کچھ غلط نہ تھا، اندھے کنوئیں میں کون بچ سکتا ہے اور پھر ایسا گہرا اور اندھیرا کنواں، پھر ایسے خوفناک جنگل میں۔

سوال جواب

جب یہ سب بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہونچے تو حضرت یوسفؑ نے ان کو پہلی نظر میں پہچان لیا، لیکن بھائیوں نے حضرت یوسفؑ کو نہ پہچانا، ان کو پہچاننے کا موقع ہی کیا تھا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے دل میں کہا، یہ وہی بھائی ہیں، جنھوں نے مجھے کنوئیں میں ڈالا تھا۔

یہ وہی بھائی ہیں جنھوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کی، مجھے بچالیا ورنہ یہ لوگ تو اپنے خیال میں مجھے قتل کر چکے تھے۔

مگر حضرت یوسفؑ کی بردباری اور سمجھ تھی کہ انھوں نے بھائیوں سے کوئی بات نہیں کہی نہ ان کو ذلیل کرنا چاہا۔ حضرت یوسفؑ نے ان سے انجان بن کر پوچھا:

''تم کہاں سے آئے ہو؟''

بھائی: ''کنعان سے۔''

حضرت یوسفؑ: ''تمہارے باپ کا کیا نام ہے؟''

بھائی: ''یعقوبؑ نام ہے، اسحقؑ کے بیٹے اور ابراہیمؑ کے پوتے ہیں۔''

حضرت یوسفؑ: ''تمھارا کوئی اور بھی بھائی ہے؟''

بھائی: ''ہاں ہمارا ایک چھوٹا بھائی اور بھی ہے۔ اس کا نام بنیامین ہے۔''

حضرت یوسفؑ: ''اس کو اپنے ساتھ کیوں نہیں لائے؟''

بھائی: ''والد صاحب نے ان کو نہیں بھیجا، وہ اس کو ایک منٹ کے لئے بھی اپنے پاس سے علیٰحدہ کرنا نہیں چاہتے۔''

حضرت یوسفؑ: ''کیوں کیا وہ بہت چھوٹے ہیں؟''

بھائی: ''نہیں یہ بات نہیں، بات یہ ہے کہ ان کا ایک بڑا بھائی تھا، اس کا نام یوسفؑ تھا وہ ایک مرتبہ ہمارے ساتھ جنگل میں کھیلنے گیا، ہم نے اس کو سامان کے پاس بٹھا دیا اور ہم دوڑ میں مصروف ہو گئے، اتنے میں بھیڑیا آیا اور ان کو کھا گیا، اسی وجہ سے ابا جان بنیامین کو کہیں آنے جانے نہیں دیتے۔''

حضرت یوسف علیہ السلام اپنے دل میں بھائیوں کے اس سفید جھوٹ پر بہت ہنسے، لیکن ان پر ظاہر نہیں ہونے دیا، نوکروں کو حکم دیا کہ ان کے لئے کھانا لاؤ اور یہ جو کچھ روپیہ لائے ہیں اس کو ان کے سامان میں رکھ دو۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا بے اختیار جی چاہا کہ اپنے بھائی بنیامین کو دیکھیں مگر دل پر قابو کئے بیٹھے رہے، بھائیوں کو کھانا کھلا کر غلہ دے کر رخصت کیا اور چلتے وقت تاکیداً کہا کہ اپنے باپ سے کہہ کر بنیامین کو ضرور لانا، اگر نہ لاؤ گے تو غلہ وغیرہ کچھ نہ پاؤ گے۔

دوسری آزمائش

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی اپنے شہر کنعان باپ کے پاس آئے اور پورا واقعہ بیان کیا۔

کہا: ''ابا جان بادشاہ نے بنیامین کو بلایا ہے اور تاکید کی ہے کہ ضرور لانا، اگر نہ لاؤ گے تو غلہ وغیرہ کچھ نہ پاؤ گے۔

ابا جان! آپ ان کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے اگر نہ بھیجئے گا تو ہمارا بڑا نقصان ہوگا، پھر غلہ وغیرہ کچھ نہ پائیں گے، ابا جان بھیج دیجئے، ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ان کی پوری حفاظت کریں گے۔''

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا، کیا میں پھر تم پر اعتبار کرلوں اور تم کو امانت دار سمجھ لوں، جیسے یوسفؑ کے معاملہ میں سمجھا تھا۔''

کیا تم نے یوسف علیہ السلام کو لے جاتے وقت مجھ

سے نہیں کہا تھا کہ ہم ان کی حفاظت کریں گے، کیا تم یوسفؑ کا قصہ بھول گئے ہو۔

میں کیسے مان لوں کہ تم حفاظت کرو گے، کچھ تم نے یوسفؑ کی حفاظت کی ہے کچھ بنیامین کی حفاظت کرو گے۔ اللہ بہتر حافظ ہے، وہ بڑا رحیم اور بہت مہربان ہے۔"

جب بیٹوں نے اپنا سامان کھولا تو روپیہ جتنا لے گئے تھے، سب کا سب رکھا تھا۔

کہا، اباجان! بادشاہ مصر بڑا سخی ہے جیسا سنا تھا، اس سے زیادہ پایا، دیکھئے غلہ دے دیا اور قیمت نہیں لی، اگر آپ ہمارے ساتھ بنیامین کو بھیج دیں گے تو امید ہے کہ ہم لوگوں کو زیادہ نفع ہو۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا، میں تمھارے ساتھ ہرگز نہ بھیجوں گا جب تک تم اللہ کا نام لے کر عہد نہ کرو، عہد کرو کہ ہم ان کو لائیں گے، یہ دوسری بات ہے کہ کوئی ایسی مصیبت پیش آجائے کہ تم بالکل مجبور ہو جاؤ،

اور تمھارے بنائے کچھ نہ بنے۔

انھوں نے عہد کیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کہو کہ جو کچھ ہم عہد کر رہے ہیں اس پر اللہ گواہ ہے۔

جب پورا عہد لے لیا تو بیٹوں سے کہا جاؤ اور بنیامین کو بھی لے جاؤ، مگر دیکھو ایک دروازہ سے سب نہ داخل ہونا، الگ الگ دروازوں سے جانا۔

جب یہ لوگ مصر پہونچے تو باپ کے ارشاد کے مطابق الگ الگ دروازوں سے ہوتے ہوئے حضرت یوسفؑ کے پاس پہونچے۔

حضرت یوسف علیہ السلام بنیامین کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے، اپنے پاس بٹھالیا، اور چپکے سے کہا کہ میں تمھارا بچھڑا ہوا بھائی یوسفؑ ہوں۔

بنیامین یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔

خوشی کی بات ہی ہے، اس خوشی کو کوئی زمانہ کے بچھڑے ہوؤں سے پوچھے!

حضرت یوسفؑ ایک زمانہ کے بعد بھائی سے ملے تھے، بہت کچھ باتیں کر ڈالیں، ماں باپ کی خیرت دریافت کی، دیر تک لڑکپن کا ذکر کرتے رہے۔

اب حضرت یوسف علیہ السلام نے چاہا کہ کسی ترکیب سے بھائی کو روک لیں۔

مگر یہ کیسے ہوتا، بنیامین کو دوسرے دن کنعان جانا تھا۔

بھائی عہد کر کے آئے تھے کہ ہم ان کو ساتھ لے کر آئیں گے، اب وہ چھوڑ کر کیوں جانے لگے۔

یہ بھی ممکن نہ تھا کہ بغیر کسی سبب، کسی جرم کے بنیامین کو روک لیتے۔

یہ بھی خیال تھا کہ اگر میں نے بنیامین کو بغیر کسی سبب کے روک لیا تو لوگ اپنے دل میں کیا کہیں گے، یہی کہیں گے کہ بادشاہ نے ایک کنعانی کو بغیر کسی جرم کے قید کر لیا، بڑا ظلم کیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام عقل مند بہت تھے، ہر کام خوب سوچ سمجھ کر کرتے تھے۔

بہت غور وفکر کے بعد ایک تدبیر نکالی۔

جب بھائیوں کو غلہ دلوادیا تو اپنے پانی پینے کا قیمتی پیالہ بنیامین کے غلہ میں چپکے سے رکھوادیا یہ لوگ سامان لے کر جب کچھ دور نکل گئے، تو حضرت یوسفؑ نے کہا، اس قافلہ کو آواز دو، میرا پیالہ چوری ہو گیا ہے، مجھے ان پر شبہ ہے۔

ایک شخص نے آواز دی کہ اے قافلہ والو پلٹو، تم پر چوری کا شبہ ہے۔

حضرت یوسفؑ کے بھائی حیرت میں آ کے پلٹے ان کو بہت برا معلوم ہوا کہنے لگے، آپ کی کیا چیز کھو گئی ہے؟

اس نے کہا، بادشاہ کے پانی پینے کا پیالہ چوری ہو گیا ہے، جو اس کو لے آئے گا، اس کو ایک اونٹ غلہ سے بھرا ہوا انعام میں ملے گا۔

بھائیوں نے کہا، معاذ اللہ استغفر اللہ! ہم تمھارے

ملک میں نہ چوری کرنے آئے نہ فساد کرنے ، اچھی طرح سمجھ لو کہ ہم نہ فسادی ہیں نہ چور ہیں۔

اس آدمی نے کہا، اگر پیالہ تمھارے سامان میں نکل آیا تو تمھاری کیا سزا ہے؟

انھوں نے کہا، جس کے سامان میں نکل آئے اس کو بادشاہ اپنا غلام بنا لے۔ (کنعان کا قانون یہی تھا) اس لئے حضرت یوسفؑ نے یہ تدبیر کی، بس پھر کیا تھا، تلاشی شروع ہوگئی۔

سب سے پہلے ان بھائیوں کے سامان کھولے گئے اور دیکھا گیا مگر پیالہ نہ ملا، بعد میں بنیامین کا سامان کھولا گیا تو پیالہ نکل آیا۔

اب تو بھائی بہت نادم ہوئے، مگر اب کیا کریں اور کیا بولیں، ندامت چھپاتے ہوئے اور اپنے آپ کو بری کرتے ہوئے بولے: ''تعجب کی بات نہیں، یوسفؑ ہی کا تو بھائی ہے، یوسف نے بھی چوری کی تھی، یہ کیوں نہ کرتے۔''

حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ بات سن کر غصّہ تو بہت آیا مگر ضبط سے کام لیا اور خاموش رہے۔

بھائی سمجھے کہ ان طعن و تشنیع کی باتوں سے کچھ کام نہ چلے گا، نرمی سے کام لینا چاہیے۔

کہنے لگے اے بادشاہ! بنیامین کے باپ بہت بوڑھے ہیں، ہمارا خیال ہے کہ وہ اس صدمہ کو برداشت نہ کرسکیں گے، پہلے ہی سے یوسفؑ کے صدمہ سے نڈھال ہورہے ہیں، اب تو شاید ان کی زندگی ہی ختم ہوجائے۔

''اے بادشاہ! آپ تو بہت رحم دل اور خلق مجسم ہیں، براہ مہربانی ان کو جانے دیجئے، ان کے بوڑھے باپ پر رحم کیجئے، ہم میں سے جس کو چاہیے ان کے بدلے اپنی خدمت میں رکھ لیجئے۔''

حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا، یہ تو بڑا ظلم ہے کہ مجرم کو چھوڑ دوں اور بے گناہ کو قید کرلوں، پیالہ نکلے ان کے پاس سے، گرفتار تم کو کروں، کرے کوئی بھگتے کوئی،

خوب بات کہی، میں نہیں کرسکتا۔

اس تدبیر سے دونوں بھائیوں کو ایک جگہ رہنے کا موقع ملا، دونوں بہت خوش ہوئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام زمانہ کے بعد اپنے بھائی سے ملے تھے، اللہ نے موقع دیا تو کیوں نہ ایسا کرتے۔

نا اُمیدی

بھائی حضرت یوسفؑ کا یہ جواب سن کر بالکل نا امید ہو گئے، آپس میں مشورہ کرنے لگے، کہنے لگے بتاؤ بنیامین کو لئے بغیر کس طرح جائیں اور ابا جان سے کیا کہیں، ہم تو منھ دکھانے کے قابل نہ رہے، ایک مرتبہ یوسفؑ کے بارے میں ہمارے ہاتھوں ان کو صدمہ پہونچ چکا ہے، اتنی بڑی غلطی ہم سے ہو چکی ہے، اب بنیامین کے بارے میں بھی ان کو دکھ پہونچائیں، کہو کیا کریں، کس منھ سے جائیں اور کیا کہیں۔؟

بڑے بھائی نے کہا، تم سب جانتے ہو کہ ابا جان نے

بنیامین کو بھیجتے وقت قسم دلا کر عہد لیا تھا، اب تنہا کیسے جاؤں اور کیا کہوں، مجھ کو جانے کی ہمت نہیں، میں اس وقت تک نہ جاؤں گا، جب تک کہ ابا جان کا کوئی، حکم میرے پاس نہ آئے، تم سب جاؤ اور کہو کہ بنیامین نے مصر پہونچ کر چوری کی، بادشاہ کے پانی پینے کا پیالہ چرالیا، اس کی سزا میں غلام بنا لیا گیا ہم نے آپ سے عہد تو کیا تھا کہ ہم بنیامین کو ضرور لائیں گے، مگر ہم کو غیب کی خبر نہ تھی، اللہ گواہ ہے کہ ہم بے گناہ ہیں، اگر آپ کو یقین نہ آئے تو اس بستی والوں سے پوچھ لیں یا جس قافلہ کے ساتھ ہم آئے ہیں ان سے دریافت فرمالیں۔

یہ لوگ حضرت یعقوبؑ کے پاس آئے اور پورا واقعہ بیان کیا۔

حضرت یعقوبؑ نے کہا، یہ سب تمہاری من گھڑت ہے، میں اس کو نہیں مانتا کہ بنیامین نے چوری کی، بنیامین ہرگز چوری نہیں کرسکتا۔ فَصَبْرٌ جَمِیْل پس صبر بہتر ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام سمجھ گئے کہ اس میں اللہ

کی کوئی مصلحت پوشیدہ ہے۔

ضرور اللہ کی کوئی حکمت پوشیدہ ہے یا وہ میرا امتحان لے رہا ہے، یوسفؑ کے بارے میں مجھ کو سخت صدمہ اٹھانا پڑا، اب بنیامین بھی مجھ سے جدا ہو گئے یہ رنج بھی مجھ کو دیکھنا پڑا، ضرور کوئی راز ہے، ورنہ متواتر دو مصیبتیں مجھ پر نہ پڑتیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے دل کو سمجھانے لگے کہ اللہ بڑا رحیم ہے، اللہ تعالیٰ ضرور مجھے دونوں بیٹوں سے ملائے گا اور میری بے چینی و بے تابی کو دور فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے ان کو طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا کر کے ان کی آزمائش کرتا ہے، جو ان کو تکلیفوں کو صبر کے ساتھ اللہ کی خوشی کے لئے برداشت کر لیتے ہیں تو پروردگار ان سے خوش اور راضی ہو کر ان پر بڑے بڑے انعام کرتا ہے اور ان کی تکلیفوں کو دور کر کے آرام و راحت عطا فرماتا ہے۔

میرا بڑا لڑکا بھی مصر میں ہے، شرمندگی کی وجہ سے

نہیں آیا، کیا اس کا صدمہ بھی مجھ کو برداشت کرنا ہوگا، جیسے یوسفؑ اور بنیامین کے صدموں سے دوچار ہونا پڑا، نہیں یہ نہیں ہوگا۔

ان باتوں سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل کو اطمینان ہوگیا۔

کہا، شاید اللہ تعالیٰ ان سب کو اکٹھا مجھ سے ملائے، وہ بڑا حکمت اور قدرت والا اور ہر بات سے باخبر ہے، لیکن پھر بھی حضرت یعقوب علیہ السلام انسان تھے، انسان کا دل رکھتے تھے، پتھر کا دل تو نہیں بعض بعض وقت تو کہہ اٹھتے، اے کاش یوسفؑ مل جاتے۔

حضرت یعقوبؑ کو اتنا غم تھا کہ بیتاب تھے، سب بیٹوں سے الگ ہوکر ایک الگ تنہائی کی جگہ بیٹھ گئے، دل ہی دل میں گھٹتے تھے، اسی غم میں روتے روتے آنکھیں جاتی رہیں۔

بیٹوں نے کہا، ابا جان! آپ یوسفؑ کے غم میں گھل گھل کر جان دے دیں گے، یا پھر کسی کام کے لائق نہ رہیں گے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا:

اِنَّمَا اَشْکُوْ بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ
وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ: ''میں اپنے رنج وغم کی شکایت
اپنے پروردگار سے کرتا ہوں، مجھے کچھ
باتوں کا علم ہے جن کو تم نہیں جانتے''۔

اے میرے بیٹو! اللہ کی رحمت سے کافر ہی مایوس ہوتے ہیں، مایوسی کفر ہے، مسلمان کو جائز نہیں کہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہو جائے، بس تم مصر جاؤ یوسفؑ اور بنیامین کو تلاش کرو اور اللہ کی رحمت پر بھروسہ رکھو۔

حضرت یوسفؑ کے بھائی پھر مصر روانہ ہوئے اور حضرت یوسفؑ کے پاس پہونچ کر کہنے لگے:

اے بادشاہ! اس قحط نے ہم لوگوں کو پریشان کر دیا ہم لوگ بڑی مصیبت میں ہیں۔

اے بادشاہ! آپ ہماری مدد کیجئے، ہم کو پورا پورا

غلہ عنایت کیجئے، اللہ آپ کو اس کا بہتر بدلہ عطا فرمائے گا۔

مدت کا چھپا ہوا راز

اس وقت حضرت یوسفؑ کے دل میں غم اور محبت نے جوش کیا اور محبت ایسی غالب ہوئی کہ بے اختیار ہو گئے، اپنے دل میں کہنے لگے میرے باپ کی اولاد، نبی کے بیٹے اور پوتے ہو کر بادشاہ سے اپنی مصیبتوں کی شکایت کریں۔

میں کب تک ان سے اس بھید کو چھپاؤں، کہاں تک ان کو اس حالت میں دیکھوں، کب تک والد صاحب کی ملاقات کا انتظار کروں، کچھ حد بھی ہے۔

اب صبر کی طاقت جواب دے چکی۔

اب انتظار کی حد ہو چکی، کب تک صبر کروں، بس اب میں بھید کھولتا ہوں۔

یہ سوچ کر بھائیوں سے کہا: ''تمھیں یاد ہے کہ تم نے یوسفؑ اور اس کے بھائی بنیامین کے ساتھ کیا کیا

سلوک کئے ہیں۔؟

بھائی سمجھتے تھے کہ اس بھید کو ہمارے اور یوسف کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

بھائی سمجھ گئے کہ ہو نہ ہو یہ یوسفؑ ہی ہیں۔

دل میں کہنے لگے اللہ اکبر! یوسفؑ زندہ ہیں ہم تو سمجھتے تھے کہ کنوئیں میں مر گئے ہوں گے۔

کیا ہم جس کو عزیز مصر سمجھ رہے ہیں، وہ ہمارا بھائی یوسفؑ ہے۔

کیا یوسفؑ ہی بادشاہ ہیں۔

کیا مصر کے تمام خزانوں کے مالک یوسفؑ ہی ہیں۔

کیا یوسفؑ ہی ہم کو کھانا کھلاتے ہیں۔

یہ جو ہم سے باتیں کر رہا ہے یہ ہمارا بھائی یوسفؑ ہی ہے۔

اب تو ان کے دل میں کوئی شک باقی نہ رہا۔

کہا:۔ ''کیا تم یوسفؑ ہو؟''

حضرت یوسفؑ: ''ہاں میں یوسف ہوں، اور یہ میرا بھائی ہے۔ اللہ نے مجھ پر بڑا فضل کیا اور مجھ پر کیا موقوف، جو بھی اللہ سے ڈرتا ہے اور مصیبت پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسی ہی مدد فرماتا ہے، اس کے اجر کو ضائع نہیں کرتا''

بھائیوں نے کہا: یوسفؑ! قسم اللہ کی ہم نے بہت بڑی غلطی کی ہے، تم کو اللہ تعالیٰ نے صبر و تحمل کا بدلہ عنایت فرمایا، تم کو اللہ نے ہم پر فضیلت بخشی۔''

حضرت یوسفؑ نے بھائیوں سے کچھ شکایت نہیں کی کہ تم نے ہمارے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا بلکہ یہ کہا کہ۔

لَاتَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰاحِمِيْنَ

ترجمہ: آج تم پر کوئی الزام نہیں، میں نے تمھاری خطا معاف کی، اب اللہ تعالیٰ بھی تم کو معاف فرمائے وہ بڑا مہربان اور نہایت رحم و کرم والا ہے۔

بشارت

اب حضرت یوسف علیہ السلام کی خواہش یہی تھی، کہ جلد سے جلد باپ سے ملیں ایک ایک منٹ پہاڑ تھا۔

کیسے خواہش نہ ہوتی، جدائی کو ایک زمانہ ہو گیا تھا، مدت سے باپ کو نہیں دیکھا تھا۔

جب بھید ظاہر ہو گیا تو پھر صبر کیسے کر سکتے تھے، ان کی تو یہ خواہش ہوگی کہ اُڑ کر باپ کے پاس پہنچ جائیں، بھوک پیاس اور نیند سب غائب ہوگئی۔

یہی حالت حضرت یعقوبؑ کی تھی، دونوں بیٹوں کے غم میں وہ سب کچھ بھول گئے تھے۔

اب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ یعقوبؑ کو ان کے صبر و تحمل کا بدلہ دے ان کے بیٹوں کے دیدار سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی کرے ان کی ملاقات سے ان کا دل خوش کرے۔

حضرت یوسفؑ نے بھائیوں کو اپنی قمیص دی اور کہا اس

کو لے جا کر میرے باپ کے چہرہ پر ڈال دو، اللہ کے حکم سے ان کی آنکھیں اس کرتے کے ڈالتے ہی روشن ہو جائیں گی پھر ان کو اور میرے تمام گھر والوں کو میرے پاس لے آؤ۔

حضرت یعقوبؑ کی روانگی

ایسا صبا رشک سے نہ جل مرنا
بچھڑے ملتے ہیں بعد مدت کے

جب خوش خبری دینے والا کرتا لے کر چلا تو اس خوشی کا اثر حضرت یعقوب علیہ السلام پر ہونے لگا۔

حضرت یوسفؑ کی خوشبو کنعان پہونچی۔

حضرت یعقوبؑ کو خوشبو کا احساس ہوا۔

بیٹوں سے کہا، مجھے یوسفؑ کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔

بیٹوں نے کہا، ''آپ پرانی باتیں رٹے جاتے ہیں''

اتنے میں خوش خبری دینے والا آیا، اور کرتا حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈال دیا۔

ڈالنا تھا کہ آنکھیں روشن ہو گئیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا، دیکھو میں تم سے جو کہتا تھا سچ ہوا کہ نہیں، تم میرا مذاق اُڑاتے تھے، میں کہتا تھا کہ مجھے تم سے زیادہ علم ہے۔"

بیٹوں نے کہا، "ابا جان! بیشک ہم سے خطا ہوئی، آپ ہماری خطاؤں کی رب العزت سے معافی مانگیے۔"

حضرت یعقوبؑ نے کہا، میں اپنے پروردگار سے تمہارے لئے بخشش کی دعا کروں گا وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

پھر حضرت یعقوب علیہ السلام پورے گھر والوں کے ساتھ مصر کو روانہ ہوئے۔

جب مصر کے قریب پہونچے تو حضرت یوسفؑ نے بڑھ کر والدین کا استقبال کیا اور ان کو عزت کے ساتھ لا کر تخت پر بیٹھایا۔

پھر سب حضرت یوسف علیہ السلام کے آگے سجدے میں گر گئے، اس لئے کہ اس وقت یہی تعظیم کا طریقہ تھا۔

اس وقت حضرت یوسفؑ کو اپنا خواب یاد آ گیا۔

کہا، ابا جان! میں نے بچپن میں جو خواب دیکھا تھا کہ گیارہ تارے، چاند اور سورج مجھ کو سجدہ کرتے ہیں، آج اس کی تعبیر ظاہر ہو گئی۔

میرے پروردگار نے میرے خواب کو سچا کر دکھایا، اس نے مجھ پر بڑے بڑے احسانات کئے، مجھے قید خانہ سے نجات دی، آپ کی زیارت نصیب کی، بھائیوں سے جو کشیدگی پیدا ہو گئی تھی، اس کو دور فرمایا، بیشک میرا رب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بہت تعریف کی اور بہت بہت شکر ادا کیا۔

حضرت یعقوبؑ کی وفات

مصر میں حضرت یعقوبؑ زمانہ تک رہے اور وہیں حضرت یعقوبؑ اور ان کی بیوی کی وفات ہوئی۔ وفات کے

وقت حضرت یعقوبؑ نے اپنے سب بیٹوں کو بلا کر فرمایا:

''اے میرے بیٹو! مجھے بتاؤ کہ میرے مرنے کے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟''

انھوں نے ایک زبان ہو کر کہا کہ:

''آپ کے باپ دادا ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحقؑ کے معبود کی عبادت کریں گے۔''

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا، ''اے میرے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے تمھارے لئے اس دین کو خالص کر دیا ہے دیکھو اس دین سے نہ پھرنا، تمھاری زندگی اسلام ہی میں بسر ہو، اور اسلام ہی کی حالت میں تم کو موت آئے۔''

انجام بخیر

حضرت یوسف علیہ السلام اس بڑے ملک کی ذمہ داریوں کے باوجود بھی اللہ کی یاد سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں ہوئے، اور نہ اپنا طرز عمل بدلا۔

اللہ کو یاد کرتے تھے، اس کی عبادت کرتے تھے اور اس سے ڈرتے رہتے تھے۔

ملک میں جو حکم دیتے تھے، اللہ کے حکم کے مطابق حکم دیتے تھے۔ حضرت یوسفؑ کے دل میں بادشاہت کی عزت نہ تھی، ملک کی قدر نہ تھی، دین کی قدر تھی، بندگی کی عزت تھی۔

حضرت یوسفؑ کو اس کی تمنا نہ تھی کہ ہم بادشاہ کی موت مریں، اور قیامت میں بادشاہوں کے ساتھ حشر ہو۔ وہ چاہتے تھے کہ اللہ کے غلاموں کی موت مریں اور قیامت میں نیک بندوں کے ساتھ حشر ہو۔

دعا

حضرت یوسفؑ نے اپنے پروردگار سے دعا کی

اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ○

ترجمہ: اے آسمان زمین کے پیدا کرنے والے تو
دونوں جہاں میں میرا کارساز ہے، میرا خاتمہ اسلام
پر کرنا، اور مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل کرنا"۔

تو نے مجھ پر بڑے بڑے انعامات اور احسانات
کئے مجھے علم وحکمت و نبوت سے سرفراز فرمایا، ملک کی
بادشاہت عطا فرمائی، اب میری یہ دعا بھی قبول فرما۔"

اللہ تعالی نے ان کی دعا قبول فرمائی، ان کا خاتمہ
اسلام پر کیا، اور ان کو ان کے باپ دادا ابراہیم علیہ السلام
اسمٰعیل علیہ السلام اور اسحٰق علیہ السلام سے ملا دیا۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ
عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝